Courtesy www.pdfbooksfree.pk

PDFBOOKSFREE.PK

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

PDFBOOKSFREE.PK

ناگ، ماریا اور عنبر کی واپسی

خفیہ منتر کی تلاش

اے حمید

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ترتیب

- روشن دائرے کا بھید
- قتل کی خطرناک سازش
- آدھی رات، چار روحیں
- سمندر میں موت کا سفر
- خفیہ منتر کی تلاش

قیمت: -/۷ روپے

جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں

بار اوّل ۱۹۸۳ء

ناشر: نیا مکتبہ اقرا ۔ ۱۰ شاہ عالم مارکیٹ لاہور

طابع: الفرید پرنٹرز لاہور

پیارے دوستو!

پچھلی قسط میں آپ پڑھ چکے ہیں کہ ناگ نے جھونپڑی کے اندر داخل ہو کر ایک روشن دائرے کو دیکھا تھا جو چھوٹا ہوتا جا رہا تھا۔ اسے آواز آئی تھی کہ اگر تم ماضی کے اسرار معلوم کرنا چاہتے ہو تو اس دائرے میں چھلانگ لگا دو۔ ناگ سوچ میں پڑ گیا۔ دائرہ چھوٹا ہوتا جا رہا تھا جب وہ ختم ہونے لگا تو ناگ نے دائرے میں چھلانگ لگا دی۔ اس کے بعد کیا ہوا؟ یہ آپ خود پڑھ کر لطف اُٹھائیں۔

دوسری طرف ماریا امبا دیوی کے بُت کو چھونے اور ایک جھٹکا کھانے کے بعد سے غائب ہے اور ناگ اسی تلاش میں ماضی میں جا رہا ہے۔ امبا دیوی کی مورتی اگر بمبئی شہر میں رہنے والی شیلا کو چالیس دنوں کے اندر اندر نہ ملی تو اس کے خاندان کے لوگ ایک ایک کرکے مرنا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہو جائیں گے۔ ناگ بڑی مشکل میں گرفتار ہے
عنبر کی تلاش کی مہم بڑی خطرناک اور غیر یقینی ہے اور
وقت بھی بہت کم رہ گیا ہے پھر آگے کیا ہوتا ہے؟
اور عنبر کے ساتھ کیا گزرتی ہے؟
آپ ورق اُلٹ کر جلدی سے پڑھنا شروع کر دیجیے
سب کچھ معلوم ہو جائے گا!!

آپ کا
اے حمید

روشن دائرے کا بھید

ناگ نے روشنی کے دائرے کے اندر چھلانگ لگا دی تھی۔ یہ دائرہ چھلانگ لگانے سے پہلے ہی تنگ ہوتا جا رہا تھا۔ جونہی اس نے چھلانگ لگائی روشنی کا دائرہ بند ہو گیا اور جھونپڑی میں دیئے کی روشنی بھی بجھ گئی۔ ناگ کو یوں لگا جیسے اس نے سفید دھند کے بادلوں میں چھلانگ لگا دی ہو۔ سوائے سفید بادلوں ایسی دھند کے اسے کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ اس کے پاؤں پتھروں پر ٹک گئے۔ اس نے آگے چلنا شروع کیا۔ وہ ہاتھوں سے دھند کو پرے ہٹاتا جا رہا تھا کیونکہ اسے سوائے دھند کے اور کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا۔ اس کے کانوں میں ایسی آوازیں آنے لگیں جیسے بہت سے لوگ ایک ساتھ دیوتاؤں کے بھجن گنگناتے چلے جا رہے ہوں۔ دھند چھٹنے لگی۔ ناگ کو درختوں کے اونچے اونچے نسواری تنے دکھائی دینے لگے۔ پھر دھند غائب ہو گئی اور ناگ نے دیکھا کہ وہ ایسے درختوں کے درمیان کھڑا ہے۔ جنہوں نے کافی

PDFBOOKSFREE.PK

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اوپر جا کر شاخوں کی چھت سی ڈال رکھی ہے۔ دن کا وقت ہے مگر دھوپ کہیں بھی نہیں ہے۔ صرف دن کی دھندلی دھندلی روشنی پھیلی ہوئی ہے۔

آدمیوں کے بھجن گانے کی آوازیں قریب آ رہی تھیں۔ ناگ ایک درخت کے پیچھے چھپ گیا۔ ایک طرف درختوں کے نیچے رستہ بنا ہوا تھا۔ اس رستے پر سر منڈے گیروے کپڑوں والے سادھوؤں کی ایک ٹولی ہاتھوں میں کسی درخت کی ایک جیسی ٹہنیاں پکڑے چہرے آسمان کی طرف اٹھائے دھیمی آواز میں بھجن گنگناتے چلے آ رہے تھے۔ وہ ناگ کے قریب سے گزر گئے تو اس کے بعد ایک اور ٹولی آئی۔ یہ سیاہ فام جنوبی ہند کے جنگلی بونوں کی ٹولی تھی جنہوں نے ایک تخت اپنے کاندھوں پر اٹھا رکھا تھا۔ اس تخت پر ایک بہت ہی نازک اور خوب صورت نوجوان لڑکی بال کھولے دو زانو بیٹھی تھی۔ جب یہ تخت ناگ کے قریب سے گزرا تو ناگ نے اپنا سر درخت کے تنے سے تھوڑا سا باہر نکال کر دیکھا کہ اس لڑکی کی آنکھوں میں آنسو تھے اور اس کے دونوں ہاتھ پیچھے پشت پر رسی سے بندھے ہوئے تھے۔

جب یہ ٹولی بھی گزر گئی تو اس کے بعد ایک بوڑھا آدمی اور بوڑھی عورت دکھائی دی جو غم سے نڈھال تھے اور

جنہیں دوسری عورتوں نے تھام رکھا تھا۔ ناگ فوراً سمجھ گیا کہ اس لڑکی کو کسی دیوتا پر قربان کرنے کے لیے لے جایا جا رہا ہے اور یہ بوڑھا مرد اور عورت اس لڑکی کے غم زدہ ماں باپ ہیں۔ ناگ بھی ان کے پیچھے پیچھے چل پڑا۔ اونچے اونچے درختوں سے نکل کر ایک پہاڑی کا موڑ آیا۔ ناگ اس موڑ پر سے گزر کر دوسری طرف گیا تو سامنے ایک بہت بڑے مندر کا اونچا دروازہ تھا۔ یہ مندر پہاڑ کے پتھروں کو کاٹ کر بنایا گیا تھا۔ مندر کے دروازے پر مہنت اور پجاری ہاتھوں میں کانسی کے برتن لیے کھڑے تھے جن میں گنگا کا مقدس پانی تھا۔ بھجن گانے والوں کی ٹولی دروازے سے گزر کر مندر میں چلی گئی جب سیاہ فام بونوں کی ٹولی قربان کی جانے والی لڑکی کو لے کر وہاں سے گزری تو مہنتوں اور پجاریوں نے اس پر مقدس پانی چھڑکا اور اشلوک پڑھے۔ جب یہ ٹولی بھی اندر چلی گئی تو اس کے ساتھ ہی یہ پجاری بھی بھجن گاتے مندر میں داخل ہو گئے۔

اب مندر کے باہر دو پجاری لمبے نیزوں ایسے ترشول لیے پہرہ دینے لگے۔ ناگ اب عجیب مصیبت میں پھنس گیا تھا۔ وہ مندر میں جا کر دیکھنا چاہتا تھا کہ وہاں کیا ہونے والا ہے۔ کیا سچ مچ اس خوب صورت لڑکی کو کسی دیوتا پر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

قربان کیا جا رہا ہے یا کوئی اور بات ہے۔ مگر وہ غائب ہو کر یا کسی پرندے یا سانپ کا روپ بدل کر اندر نہیں جا سکتا تھا۔ کیوں کہ اس کی طاقت آگ کے گولے کے سفید دھوئیں نے ختم کر دی تھی۔ اب وہ سانس نہیں لے سکتا تھا اور جب تک وہ گہرا سانس اندر نہ کھینچے وہ کسی پرندے یا کسی سانپ کی شکل اختیار نہیں کر سکتا تھا۔

ناگ نے ارد گرد نظر ڈال کر دیکھا۔ درختوں میں ہلکی ہلکی سفید دھند پھیلی ہوئی تھی۔ اسے کوئی دوسرا شخص نہیں نظر آ رہا تھا۔ ناگ سمجھ گیا تھا کہ وہ ہزار سال پرانے زمانے میں داخل ہو چکا تھا جہاں ایک مندر میں کسی لڑکی کو دیوتا کے آگے قربان کیا جا رہا ہے۔ اسے یہ بھی یقین تھا کہ ہو نہ ہو یہ وہی ہزار سال پرانا امبا دیوی کا مندر ہے جس کے بارے میں شبلا کو اس کے دادا نے بتایا تھا کہ وہاں خوب صورت لڑکیوں کو پورن ماشی کی رات کو قربان کیا جاتا تھا۔ ناگ صرف یہ معلوم کرنا چاہتا تھا کہ اگر یہ امبا دیوی کا مندر ہے تو اس کی مورتی جو چوری ہو گئی ہے کہاں پڑی ہے! اور ماریا بھی کیا اسی زمانے میں آ چکی ہے کہ نہیں؟

ناگ کی اپنی طاقت ختم ہو چکی تھی۔ اب وہ ایک عام کمزور

آدمی تھا۔ اسی لیے وہ بے دھڑک مندر میں داخل نہیں ہونا چاہتا تھا کہ اگر پکڑا گیا تو اسے زندہ نہیں چھوڑا جائے گا۔ وہ درختوں کی اوٹ سے باہر نکلتے ہوئے گھبرا رہا تھا اور سوچ رہا تھا کہ کسی طرح پجاری کا بھیس بدل کر مندر میں داخل ہو اور مندر کا بھید معلوم کرے۔ اس کی ایک ہی ترکیب تھی کہ وہ کسی پجاری کو کسی طرح بے ہوش کر کے اس کے گیروے کپڑے پہن لے۔ اس وقت صرف دو پجاری تھے جو مندر کے دروازے پر پہرہ دے رہے تھے مگر ان کے ہاتھوں میں نیزوں ایسے ترشول تھے۔ وہ حملہ کر کے ناگ کو ہلاک کر سکتے تھے۔

ناگ اسی سوچ میں گم تھا کہ اچانک اس کی نظر ایک پجاری پر پڑی جو کچھ فاصلے پر درختوں میں جڑی بوٹیاں توڑ رہا تھا۔ ناگ نے سوچا کہ اس پجاری کو کسی طریقے سے بے ہوش کر کے جھاڑیوں میں چھپا دیا جائے اور اس کا لباس پہن کر مندر میں داخل ہو۔ وہ درختوں کے پیچھے سے ہو کر پجاری کی طرف بڑھا۔ پجاری کو کچھ خبر نہیں تھی۔ وہ اپنے دھیان میں جڑی بوٹیاں توڑنے میں مصروف تھا۔ ناگ اس کے پیچھے آ گیا۔ اس نے ایک بھاری پتھر اس خیال سے اٹھا لیا کہ اسے پجاری کے سر پر مار کر بے ہوش کر دے گا۔ وہ پتھر ہاتھوں میں لے کر پجاری کی طرف بڑھا ہی تھا کہ پجاری نے رخ بدل

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

لیا۔ اس نے گھوم کر اپنا منہ ناگ کی طرف کر دیا۔

ناگ عین موقع پر پکڑا گیا۔ اس نے پتھر جلدی سے پھینک دیا اور کھسیانا سا ہو کر ہاتھ ملتے ہوئے پجاری سے کہنے لگا:

"مہاراج! یہ پتھر میں نے آپ کو نہیں بلکہ ایک سانپ کو مارنے کے لیے اٹھایا تھا جو گھاس میں ادھر آیا تھا۔ آپ دل میں کوئی ایسا ویسا خیال نہ لائیں۔ میں تو آپ لوگوں کا عقیدتمند ہوں:"

پجاری نے ناگ کی باتوں کی طرف کوئی توجہ نہ دی۔ وہ اپنا جڑی بوٹیاں توڑنے میں لگا رہا۔ ناگ پریشان ہو گیا۔ اسے خیال گزرا کہ پجاری نے اسے معاف نہیں کیا یہی وجہ ہے کہ اس کی بات پر کوئی توجہ نہیں دی اور اب وہ اسے گرفتار کروا دے گا۔ اور ناگ وہاں سے فرار بھی نہیں ہو سکے گا۔ اس نے ایک بار پھر معافی مانگنے کے انداز میں کہا:

"مجھے امید ہے آپ نے مجھے معاف کر دیا ہو گا۔ میں آپ کی خدمت کرنا چاہتا ہوں۔ لائیے یہ جھولا مجھے دے دیجیے۔ میں اس میں جڑی بوٹیاں ڈالتا جاؤں گا:"

اور ناگ نے پجاری کے جواب کا انتظار کیے بغیر جلدی سے ہاتھ آگے بڑھا کر پجاری کا جھولا پکڑنے کی کوشش کی مگر

جھولا ناگ کے ہاتھ میں نہ آیا۔ یہ گیروے رنگ کے کپڑے کا جھولا تھا جو پجاری کی بغل میں لٹکا ہوا تھا۔ ناگ نے دوبارہ پکڑنے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا مگر اس بار بھی جھولا اس کے ہاتھ میں نہ آیا۔ اسے یوں لگا جیسے جھولا ایک سایہ ہو اور اس کا ہاتھ اس سائے میں سے گذر کر نکل گیا ہو۔ ناگ نے پجاری کے کندھے کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچنا چاہا۔ وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ پجاری کا کندھا بھی اس کے ہاتھ میں نہیں آیا تھا بلکہ ہاتھ کندھے میں سے ہو کر گذر گیا تھا۔

اب تو ناگ سچ مچ پریشان ہو گیا۔ اس نے پجاری کو اونچی آواز میں پکارا۔ پجاری نے جیسے کچھ نہیں سنا تھا۔ اس پر ناگ کی آواز کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا۔ وہ اپنے کام میں لگا رہا۔ ناگ نے آگے بڑھ کر پجاری کو پکڑ کر بھینچ لیا۔ مگر پجاری اس کے ہاتھ میں بالکل نہ آیا اور ناگ کے ہاتھ پجاری کے جسم سے نکل کر اپنے سینے کے ساتھ آکر لگ گئے۔ جیسے اس نے کسی کے سائے کو پکڑ کر اپنے سینے سے لگانے کی کوشش کی ہو۔ ناگ تڑپ کر پیچھے ہٹ گیا۔ اس نے ایک درخت کے تنے کو زور سے مکا مارا۔ اس کا ہاتھ درخت سے ٹکرانے کی بجائے درخت کے تنے

PDFBOOKSFREE.PK

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

میں سے گزر کر آگے نکل گیا۔

ناگ نے اپنا ہاتھ اپنے جسم پر لگایا۔ وہ اپنے جسم کو چھو سکتا تھا۔ مگر کسی دوسرے جسم کو محسوس نہیں کر سکتا تھا۔ وہ پجاری کے سامنے آ گیا اور اس کی آنکھوں میں گھور کر بولا:

"کیا تم میری آواز نہیں سن رہے؟ کیا تم مجھے نہیں دیکھ رہے۔ جواب دو۔ جواب دو۔"

اس نے پجاری کو پکڑ کر جھنجھوڑنا چاہا۔ مگر پجاری اس کے ہاتھ میں نہ آیا۔ نہ اسے ناگ دکھائی دے رہا تھا۔ نہ اس کی آواز اسے سنائی دے رہی تھی۔ ناگ سر پکڑ کر رہ گیا۔ وہ سمجھ گیا کہ وہ غائب کر دیا گیا ہے۔ بے آواز کر دیا گیا ہے۔ مگر اس انداز سے غائب کر دیا گیا ہے کہ وہ کسی کو چھو بھی نہیں سکتا۔ گویا ناگ ایک بے آواز سایہ بن کر رہ گیا تھا۔ سایہ تو نظر آتا ہے مگر وہ کسی کو نظر بھی نہیں آ رہا تھا۔ یہ اس کے ساتھ کیا ہو گیا تھا؟ ناگ کو اپنے آپ پر رحم آنے لگا۔ اس کی حالت ماریا سے بھی خراب تھی۔ ماریا اگرچہ غائب تھی مگر وہ چیزوں کو چھو سکتی تھی۔ اٹھ کر بیٹھ سکتی تھی اور اس کی آواز سنی جا سکتی ہے۔ لیکن ناگ تو بالکل ہی ختم ہو کر رہ گیا تھا۔ نہ وہ دکھائی دیتا

تھا۔ نہ اس کی آواز کوئی سن سکتا تھا اور نہ وہ کسی کو چھو سکتا تھا۔ وہ ایک مردہ سایہ بن کر فضا میں پھینک دیا گیا تھا۔ ایسا سایہ جسے کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ جس کی آواز کوئی نہیں سن سکتا تھا۔ وہ صرف اپنے آپ کو دیکھ سکتا تھا۔ اپنی آواز سن سکتا تھا اور اپنے آپ کو چھو کر محسوس کر سکتا تھا۔

مندر کی طرف سے بھجن گانے کی اونچی اونچی آوازیں آنے لگیں۔ ناگ نے سوچا کہ جو کچھ ہونا تھا ہو چکا ہے۔ اب اسے اندر جا کر دیکھنا چاہیے کہ وہاں کیا ہو رہا ہے۔ اس طرح شاید اسے ماریا اور امبا دیوی کی مورتی کا کوئی سراغ مل سکے۔ اسے تو اب یہ فکر بھی کھائے جا رہا تھا کہ اگر اسے امبا دیوی کی مورتی مل بھی گئی تو وہ اسے اٹھا سکے گا۔ کیونکہ کوئی بھی شے اس کی گرفت میں، اس کی مٹھی میں نہیں آتی تھی۔ ناگ کا دل ناامیدی سے بوجھل سا ہو گیا۔ اسے ابھی اتنے کام کرنے تھے۔ مگر اسے ایک بیکار ہوا کا جھونکا بنا کر رکھ دیا گیا تھا۔

وہ بوجھل دل لیے پہرے دار پجاریوں کے قریب سے ہو کر مندر میں داخل ہو گیا۔ ظاہر ہے پہرے دار پجاریوں کا باپ بھی ناگ کو نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اپنی اس حالت پر ناگ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کو اس قدر غصہ آیا کہ پہرے دار پجاریوں کے قریب سے گذرتے ہوئے اس نے ایک پجاری کو زور سے لات ماری مگر اس کی لات پجاری کے جسم میں سے ہو کر واپس آ گئی اور ناگ اپنی جگہ پر گھوم کر رہ گیا۔ اندر سے مندر کا دالان بہت بڑا اور وسیع تھا۔ چھت بہت اونچی تھی اور گول پتھروں کے ستون اوپر تک چلے گئے تھے۔ سامنے پتھروں کے ایک بہت بڑے چبوترے پر امبا دیوی کا ایک زبردست بت بنا ہوا تھا اس کے چاروں ہاتھ مورتی کی طرح پیچھے جا کر اوپر کو اٹھے ہوئے تھے اور اس کی آنکھوں میں موتی اور ہیرے جڑے تھے جن میں سے سرخ اور نیلی شعاعیں نکل رہی تھیں۔ پجاری اور مہنت دونوں طرف قطاریں باندھے ہاتھ سینوں پر رکھے سر جھکائے کھڑے بھجن گا رہے تھے۔ بت کے آگے فرش پر تخت رکھا تھا جس پر بدنصیب لڑکی بال کھولے دوزانو سر جھکائے بیٹھی سسکیاں بھر رہی تھی۔ اس کے ماں باپ بھی ایک طرف کھڑے اپنے آنسو ضبط کیے ہوئے تھے کیوں کہ اگر ماں باپ اپنی بیٹی کو قربان ہوتے دیکھ کر روتے تھے تو امبا دیوی کا ان پہ قہر نازل ہوتا تھا۔ کسی وقت ماں کی سسکی نکل جاتی تھی۔

ناگ یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا اور ابھی اس

سے بھی زیادہ دردناک منظر دیکھنے والا تھا مگر بے بس تھا۔ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ وہ اپنا سانس اوپر کھینچ کر نہ تو کسی خون خوار درندے کا روپ دھار سکتا تھا، نہ سانپ بن کر لوگوں کو ہلاک کر سکتا تھا اور نہ کسی اژدہا کو اپنی مدد کے لیے بلا سکتا تھا۔ اس پر کسی کا زبردست جادو چل گیا تھا۔ اور یہ وہی آواز تھی جس نے اسے جھونپڑی میں داخل ہوتے وقت خبردار کیا تھا کہ وہ جس شے کی تلاش میں وہاں آیا ہے اس کا خیال دل سے نکال دے۔ ناگ کو اب اس آواز کی بھی تلاش تھی کہ یہ آواز کس کی تھی۔ کیوں کہ اس آواز کا سراغ لگانے کے بعد ہی ناگ اپنے اوپر کیے ہوئے جادو کو توڑنے کی کوشش کر سکتا تھا۔

ایک دم سے ڈھول تاشے بجنے لگے۔ مندر کے اندر ایک اور ٹولی داخل ہوئی یہ سر منڈے بھاری بھر کم پجاری تھے جن کے آگے آگے ایک بڑا پجاری سرخ رنگ کی ریشمی عبا پہنے۔ ہاتھ میں ترشول لیے چل رہا تھا۔ وہ امبا دیوی کے آگے آ کر رک گیا۔ پجاری ایک طرف ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ بڑے پجاری نے اپنا چہرہ امبا دیوی کے بت کی طرف اٹھایا۔ گونج دار آواز میں اس کی تعریف میں ایک بھجن پڑھا اور پھر ایک دم سے اپنا ترشول اوپر اٹھا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کر گھوما اور ترشول کا رُخ تخت پر بیٹھی ہوئی مظلوم لڑکی کی طرف کر دیا۔

پجاریوں نے زور زور سے بھجن گانے اور اشلوک پڑھنے شروع کر دیئے۔ ناگ ایک ستون کے پاس کھڑا یہ سب کچھ سن رہا تھا۔ دیکھ رہا تھا۔ مگر وہ اتنا بے بس تھا کہ پتھر کی کسی مورتی پر بیٹھی ہوئی مکھی کو بھی نہیں اڑا سکتا تھا۔ اتنا بے بس اس نے اپنے آپ کو پہلے کبھی نہیں پایا تھا۔ وہ اس لڑکی کی مدد کرنا چاہتا تھا مگر نہیں کر سکتا تھا۔ ناگ کو اپنے آپ پر اور اس بے کس و مجبور لڑکی پر رونا آ رہا تھا۔ کاش اس وقت عنبر یا ماریا ہی اس کے پاس ہوتی۔

ناگ نے دیکھا کہ امبا دیوی کے بڑے بت کی آنکھوں میں سے سرخ اور نیلی شعاعیں نکل کر لڑکی کے چہرے پر پڑیں پجاری خاموش ہو گئے۔ انہوں نے اپنے سر بت کے آگے جھکا دیئے۔ بڑے پجاری نے ترشول ہوا میں بلند کیا اور چیخ کر کہا:

"امبا دیوی کی جے ہو۔ امبا دیوی نے قربانی قبول کر لی ہے۔ لڑکی کو دیوی پر قربان کر دیا جائے:"

لڑکی کا خوف سے رنگ فق تھا۔ اس کے آنسو خشک ہو چکے تھے۔ اس کے ماں باپ کی بُری حالت تھی مگر وہ

اس کی کوئی مدد نہ کر سکتے تھے۔ امبا دیوی نے ان کی بیٹی کو قربانی کے لیے چن لیا تھا اور وہ مجبور تھے کہ روتے سسکیاں بھرتے اپنی بیٹی کو قربان ہوتے دیکھیں۔

بڑے پجاری کا اشارہ پاتے ہی مندر کی ایک جانب دیوار میں دروازہ کھلا اور ایک جلاد ہاتھ میں ننگی تلوار لیے داخل ہوا۔ اسے دیکھ کر سناٹا چھا گیا۔ کوئی ذرا سی بھی حرکت نہیں کر رہا تھا۔ لڑکی کو تخت پر دو پجاریوں نے گردن آگے کر کے الٹا لٹا دیا۔ جلاد نے ایک ہی وار سے اس کی گردن کاٹ کر امبا دیوی کے قدموں میں ڈال دینی تھی۔ ناگ نے آنکھیں بند کر لیں۔ اگر وہ اس مظلوم لڑکی کی مدد نہیں کر سکتا تھا تو کم از کم اس پر ظلم ہوتے بھی دیکھ نہیں سکتا تھا۔

"ٹھہرو" اچانک مندر کی خاموش فضا میں ایک آواز گونجی۔ جلاد کا تلوار والا اٹھا ہوا ہاتھ رُک گیا۔ بڑے پجاری کی آنکھوں سے چنگاریاں چھوٹنے لگیں کہ یہ کس گستاخ کی آواز ہے جس نے امبا دیوی کی قربانی کو روک دینے کے لیے کہا ہے۔ تمام پجاری جدھر سے آواز آئی تھی ادھر دیکھنے لگے۔ ناگ نے بھی آنکھیں کھول دیں۔ کیا دیکھتا ہے کہ مندر کے بڑے دروازے کے پاس ایک نوجوان جوگی

PDFBOOKSFREE.PK

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کھڑا ہے جس کے چہرے پر روحانیت کا نور ہے جسم پر ہرن کی چھال ہے۔ پاؤں میں کھڑاؤں ہے اور ہاتھ میں سبز منکوں کی مالا ہے۔ اس کی آنکھوں سے مہر و محبت کی عجیب سی روشنی نکل رہی ہے۔

بڑے پجاری نے قریب آکر گرج کر پوچھا۔

"کون ہو تم گستاخ؟" اس کی آواز غصے سے کانپ رہی تھی۔

بڑے پجاری کی آنکھوں سے خون ٹپکنے لگا۔ اس نے امبا دیوی کے بت کی طرف اشارہ کر کے کہا:

"گستاخ جوگی! تم نے امبا دیوی کے غضب کو للکارا ہے۔ وہ تمہیں ابھی جلا کر بھسم کر دے گی۔"

نوجوان جوگی نے اسی محبت بھری آواز میں کہا:

"میں صرف ایک ایشور — ایک خدا کے غضب سے ڈرتا ہوں۔ اور کسی سے نہیں۔ خدا کے غضب کو تم دعوت دے رہے ہو۔ اس لڑکی کو اس کے ماں باپ کے حوالے کر دو اور آئندہ انسانوں کی قربانی سے توبہ کر دو۔"

بڑا پجاری آگ بھبھوکا ہو گیا۔ اس نے ترشول اٹھایا کہ نوجوان جوگی کو مار کر ہلاک کر دے۔ ترشول اس کے ہاتھ میں دس من وزنی ہو گیا اور نیچے گر پڑا۔ بڑے پجاری نے چلا کر جلاد کو حکم دیا:

"لڑکی کی گردن اڑا دو۔ امبا دیوی کی قربانی میں دیر نہیں ہو گی۔"

تمام پجاریوں نے "امبا دیوی کی جے" کا بلند نعرہ لگایا۔ جلاد نے اپنا ہاتھ ایک بار پھر بلند کیا۔ تلوار اس کے ہاتھ میں چمک رہی تھی۔ وہ لڑکی کی گردن اڑانے کے لیے ہاتھ پیچھے لا کر وار کرنے ہی والا تھا کہ اس کا ہاتھ وہیں اٹھے کا اٹھا رہ گیا۔ ایسے لگ رہا تھا جیسے کسی نے اوپر سے اس کا ہاتھ پکڑ کر شکنجے میں جکڑ دیا ہے۔ وہ پورا زور لگا کر ہاتھ نیچے کھینچنے کی کوشش کر رہا تھا مگر اس کا ہاتھ ایک انچ نیچے نہیں آ رہا تھا۔

بڑے پجاری نے چیخ کر کہا:

"یہ جوگی کوئی جادوگر شعبدہ باز ہے۔ اسے ختم کر دو امبا دیوی کا یہی حکم ہے۔"

سارے پجاری نوجوان جوگی کو قتل کرنے کے لیے آگے بڑھے مگر کوئی بھی اپنی جگہ سے ایک انچ آگے نہ سرک سکا۔ سارے کے سارے اپنی اپنی جگہوں پر پتھر بن گئے تھے۔ ناگ خاموش تماشائی بنا یہ سارا سنسنی خیز اور عجیب و

PDFBOOKSFREE.PK

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عجیب تماشہ دیکھ رہا تھا۔

نوجوان جوگی نے کہا:

"تم لوگ میرا بال بھی بیکا نہ کر سکو گے۔ کیوں کہ میں نے نفرت اور گناہوں کو اپنے دل سے نکال کر اسے پاک صاف کر لیا ہے۔ اب اس مظلوم لڑکی کو اس کے ماں باپ کے پاس جانے دو اور بتوں کی پوجا اور انسانی قربانیوں سے توبہ کرو۔"

بڑا پجاری ابھی تک اپنی ضد پر اڑا ہوا تھا۔ اس نے امبا دیوی کی طرف دیکھا اور بلند آواز میں فریاد کی:

"اے دیوی! اپنی اور ہماری لاج رکھ لے۔ اس گستاخ نوجوان نے تمہیں اور ہمیں ذلیل کرنے کی کوشش کی ہے۔ اسے اپنے غضب کی آگ میں جلا کر بھسم کر دے۔"

اچانک امبا دیوی کے بت میں گڑگڑاہٹ کی آواز پیدا ہوئی جیسے دور کہیں بادل گرج رہے ہوں۔ اس کے بعد پھر خاموشی چھا گئی۔ نوجوان جوگی اب خود آگے بڑھا۔ جلاد اسی طرح تلوار والا ہاتھ اوپر اُٹھائے پتھر بنا کھڑا تھا۔ نوجوان جوگی نے قربان ہونے والی لڑکی کو بڑی محبت سے کہا:

"بہن! اپنے ماں باپ کے پاس جاؤ اور عیش و آرام

کی زندگی بسر کرو۔"

لڑکی کو نئے سرے سے زندگی ملی تھی۔ نوجوان جوگی نے اس کے بندھے ہوئے ہاتھ کھول دیئے۔ لڑکی بھاگ کر اپنے ماں باپ کے سینے سے جا کر لگ گئی۔ بڑا پجاری دیوی کے بُت کی طرف چہرہ اٹھائے کوئی بڑے خطرناک قسم کے منتر پڑھ رہا تھا۔

اس نے پھونک مار کہا:

"امبا دیوی! تیرا قہر نازل ہو۔"

بجلی جیسے دور سے کڑکی اور بُت کی آنکھوں میں سے ایک شعلہ تیر کی طرح لپکا اور جہاں نوجوان جوگی کھڑا تھا وہاں آن کر گرا۔ نوجوان جوگی کے چہرے پر وہی خوبصورت مہربان مسکراہٹ تھی۔ وہ اپنی جگہ سے بالکل نہ ہلا۔ شعلہ گرا اور اسی گرج اور کڑک کے ساتھ واپس بت کے چہرے پر جا کر لگا۔ وہ اس زور سے ٹکرایا کہ بت کا چہرہ پاش پاش ہو گیا۔ اور پھر بت ٹوٹ ٹوٹ کر گرنے لگا۔ بڑا پجاری اور دوسرے پجاری اور جلاد وہیں جیسے پتھر بن گئے تھے۔ بت کے پتھر ان کے اوپر گر رہے تھے۔ اور اب اِدھر اُدھر بھاگ کر جان بچانے کی کوشش کر رہے تھے۔ وہ جیسے اندھے ہو گئے تھے اور ایک دوسرے سے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ٹھکرا رہے تھے۔ لڑکی کے ماں باپ اپنی بچی کو لے کر مندر سے نکل گئے تھے۔ نوجوان جوگی اپنی جگہ پر بڑے سکون کے ساتھ کھڑا بتوں کی تباہی کا تماشہ دیکھ رہا تھا۔ ناگ بھی ستون کے پاس حیرت زدہ کھڑا تھا۔

پھر نوجوان جوگی واپس مڑا اور بڑے سکون سے قدم اٹھاتا مندر کے دروازے سے باہر نکل گیا۔ ناگ بھی اس کے پیچھے پیچھے مندر سے نکل گیا جب وہ باہر آیا تو ایک زبردست زلزلے کی گڑگڑاہٹ کے ساتھ پہاڑ اپنی جگہ پر بیٹھ گیا اور اس کے اندر امبا دیوی کا بت کا بڑا پجاری جلاد اور باقی سارے پجاری ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دفن ہوگئے۔

ناگ نے نوجوان جوگی کو دیکھا کہ آہستہ آہستہ قدم اٹھاتا آم کے درختوں میں جا رہا تھا۔ ناگ اس کے پیچھے بھاگا۔ قریب آکر وہ رک گیا اور پھر نوجوان جوگی سے تین چار قدموں کے فاصلے پر پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ آگے ایک خوب صورت ندی بہہ رہی تھی۔ اس ندی کے قریب ایک بڑ کا بہت گنجان درخت تھا۔ نوجوان جوگی اس درخت کی چھاؤں میں آلتی پالتی مار کر بیٹھ گیا اور آنکھیں بند کرکے گیان دھیان میں مصروف ہوگیا۔

ناگ سوچنے لگا کہ اس سے کیسے بات کرے۔ کیوں کہ وہ تو اس کی آواز بھی نہیں سن سکے گا۔ نوجوان جوگی نے

آنکھیں کھول دیں اور شیریں آواز میں بولا:

"دوست! میں تمہاری آواز سن رہا ہوں۔ میں تمہیں دیکھ بھی رہا ہوں۔ میں جانتا ہوں تم کیا کہنا چاہتے ہو اور تمہیں کس چیز کی تلاش ہے۔ میرے پاس آؤ"

ناگ جلدی سے جوگی کے پاس جاکر بیٹھ گیا۔ جوگی کا چہرہ مسکرا رہا تھا۔ وہ کچھ دیر خاموش رہا اور درخت پر سے پتوں کو گرتے دیکھتا رہا پھر بولا:

"تم نے ابھی ابھی مندر میں جو کچھ دیکھا وہ میری کرامت نہیں تھی۔ وہ خدا کی مرضی تھی۔ اس نے جیسا چاہا ویسے ہی کر دیا۔ اللہ ہر شے پر قدرت رکھتا ہے۔"

ناگ نے کہا:

"کیا آپ اللہ کو مانتے ہیں؟"

جوگی بولا:

"ہاں — میں اللہؐ اور اس کے رسولؐ پر ایمان لا چکا ہوں۔ جس پر تم ایمان لا چکے ہو۔ مگر ہم دونوں میں فرق ہے۔ تم اللہ کے آخری نبی سرکار دو عالم کے دور سے گزر رہے ہو اور ظہور اسلام کے بعد تم مسلمان ہوئے ہو۔ مگر میں ابھی ان کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

مقدس دور سے تین سو سال پیچھے ہوں۔ مگر میں نے اپنی عبادت اور ریاضت سے یہ گیان حاصل کر لیا ہے کہ اب سے تین سو سال بعد ایک نبی آخری زماں اس دنیا میں تشریف لائے گا اور وہ دنیا بھر کے انسانوں کو دین اسلام کے اصول بتائے گا جو قیامت تک قائم و دائم رہیں گے۔ پس میں دل ہی دل میں ان پر ایمان لے آیا ہوں اور ان ہی کے بتائے ہوئے خدا کی عبادت کرتا ہوں تم میرے گواہ رہنا۔"

ناگ تعجب سے نوجوان جوگی کی ایمان افروز باتیں سن رہا تھا۔ جوگی کہہ رہا تھا:

"میں شمالی ہندوستان کے ایک راجہ کا بیٹا تھا مگر خدا اور سچائی کی تلاش میں اپنے محلوں سے نکل کر جنگلوں میں آ گیا۔ میں نے سات برس ریاضت کی اور سوائے گرے پڑے جنگلی پھلوں کے کچھ نہیں کھایا۔ آخر مجھے گیان حاصل ہوا اور آج میں وہ ہوں جو تم دیکھ رہے ہو۔"

ناگ نے کہا:

"میں اپنے بارے میں کیا عرض کروں۔ شاید آپ میرے

PDFBOOKSFREE.PK

بارے میں سب کچھ جانتے ہوں گے۔"

جوگی بولا:

"ہاں میں تمہارے بارے میں سب کچھ جان گیا ہوں۔"

پھر نوجوان جوگی نے اپنی پٹاری میں سے ایک بوٹی نکال کر ناگ کو دی اور کہا:

"اسے چبا کر نگل جاؤ۔"

یہ دو تین سوکھے پتے تھے۔ ناگ نے انہیں منہ میں ڈالا اور چبانا شروع کر دیا۔ پھر وہ انہیں نگل گیا۔ نوجوان جوگی نے اسے کہا کر ندی میں سے دو تین چلو پانی بھر کر پی لو۔ ناگ نے پانی پیا تو اس کا سانس جاری ہو گیا۔ اوپر کا سانس نیچے اور نیچے کا سانس اوپر بڑی آسانی سے چل رہا تھا۔ ناگ نے گھاس کو چھوا۔ گھاس اس کے ہاتھ میں آ گیا۔ وہ اسے چھو سکتا تھا۔ اس نے نوجوان جوگی سے کہا:

"میرا سانس چلنے لگا ہے۔ کیا آپ مجھے انسانی شکل میں دیکھ رہے ہیں؟"

جوگی مسکرایا:

"ہاں۔ میں تمہیں انسانی شکل میں انسانی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ پہلے میں نے تمہیں روحانی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ ناگ! خدا کا شکر ادا کرو۔ تمہاری

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

طاقت تمہیں واپس مل گئی ہے۔ جس شیطان جوگی نے تمہاری طاقت جادو کے زور سے سلب کر لی تھی وہ مندر کے ساتھ ہی زمین کے اندر دھنس گیا ہے۔ اب تم سانس لے کر جیسی شکل چاہو اختیار کر سکتے ہو۔"

ناگ نے جوگی کے پاؤں پکڑ لیے:

"میں کس منہ سے آپ کا شکریہ ادا کروں۔ آپ نے مجھے میری کھوئی ہوئی طاقت واپس کر کے مجھ پر بڑا احسان کیا ہے۔"

جوگی نے کہا:

"تم نے ہمیشہ غریبوں اور مظلوموں کی مدد کے لیے اپنی طاقت کو استعمال کیا ہے۔ اس لیے خدا ہمیشہ تمہاری مدد کرے گا۔ کیوں کہ جو دوسروں کی مدد کرتے ہیں خدا ان کی مدد کرتا ہے۔"

ناگ نے کہا:

"اب آپ یہ بتائیے کہ ماریا اور عنبر کہاں ہیں اور میں امبا دیوی کی مورتی کو کیسے حاصل کر سکتا ہوں کیوں کہ اگر میں نے چار ہفتوں کے اندر اندر یہ مورتی شیلا کو واپس نہ کی تو ان کے گھر میں موت

PDFBOOKSFREE.PK

کی تباہی پھیل جائے گی۔"

نوجوان جوگی نے مسکرا کر کہا:

"مگر ناگ تم ۱۹۸۳ء کے بمبئی شہر سے نکل کر پورے دو ہزار سال تاریخ میں پیچھے کو آ گئے ہو۔ اگر تمہیں مورتی مل بھی گئی تو واپس کیسے پہنچو گے؟"

ناگ نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر کہا:

"اس معاملے میں میرا خدا ہمیشہ میری راہ نمائی فرماتا ہے۔ آپ کو تو معلوم ہی ہے کہ میں عنبر اور ماریا پانچ ہزار سال کے واپسی کے سفر پر ہیں۔ یہ ہمارا تجربہ ہے کہ ہم پر جب بھی مصیبت کی کوئی گھڑی آتی ہے تو خداوند تعالے ہماری مدد کرتا ہے۔"

نوجوان جوگی بولا:

"مجھے تمہارے اعتقاد اور ایمان پر رشک آتا ہے خدا پر یہ ایمان اور اس کی مدد پر بھروسہ تمہیں زندگی کے طویل سفر میں کامیاب کرے گا۔ سب سے پہلے میں تمہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میں ایک انسان کو دیکھ کر اس کے دل کا اور اس کے ماضی کا حال جان لیتا ہوں لیکن ایک انسان کو دیکھے بغیر میں نہیں بتا سکتا کہ وہ کہاں ہے اور کس

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

حالت میں ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ میں تمہیں یہ نہیں بتا سکتا کہ عنبر اور ماریا اس وقت کہاں ہیں۔"

ناگ نے پوچھا:

"کیا آپ یہ بھی نہیں بتا سکتے کہ امبا دیوی کی مورتی کہاں ہو گی؟"

نوجوان جوگی نے کہا:

"غیب کا علم تو صرف اللہ کی ذات کو ہے ہاں میں تمہیں اندازے سے اتنا ضرور بتا دینا چاہتا ہوں کہ امبا دیوی کی مورتی کا سراغ تمہیں شمالی ہندوستان میں ہستنا پور سے دو سو میل دور دریائے گنگا کے کنارے جنگلوں میں مہارانی سیتا سے ملے گا جو اپنے خاوند مہاراج رام اور دیور لچھمن کے ساتھ چودہ برس کا بن باس کاٹ رہے ہیں۔ انہیں اپنی سلطنت ہستنا پور سے دیس نکالا مل چکا ہے اب وہ چودہ برس سے پہلے واپس اپنے وطن نہیں جا سکیں گے۔"

ناگ نے کہا:

"آپ کا شکریہ! میں اب شمالی ہند کے ہستنا پور کے

جنگلوں کی طرف جاتا ہوں کہ سیتا مہارانی سے امبا دیوی کی مورتی کا پوچھوں۔ میں آپ کو ہمیشہ یاد رکھوں گا۔"

جوگی مسکرایا:

"ہمیشہ یاد رکھنے والی ذات صرف خدا کی ہے۔ انسان فانی ہے۔ ہمیشہ خدا سے لو لگائے رکھنا، اسی کی عبادت کرنا، اسی کی بندگی کرنا اور مصیبت میں اسی سے مدد مانگنا۔ خدا حافظ!"

یہ کہہ کر نوجوان جوگی نے آنکھیں بند کر لیں اور گیان دھیان میں مصروف ہو گیا۔ ناگ نے جوگی کے پاؤں چھوئے۔ سلام کیا اور وہاں سے چل دیا۔ اس کی اگلی منزل شمالی ہندوستان میں ہستناپور کے جنگل تھے۔

○

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

قتل کی خطرناک سازش

ناگ شمالی ہندوستان کے جنگلوں کی طرف جا رہا ہے۔

اور عنبر روم کے سمندروں میں ایک بادبانی جہاز میں سوار سفر کر رہا ہے۔ جہاز کے کپتان نے چمڑے کے جلد کی ایک پرانی کتاب دکھا کر بتایا تھا کہ جہاں آج کل بحرالکاہل ہے وہاں چار ہزار سال پہلے ایک شاندار شہر آباد تھا جس کے لوگ سونے چاندی میں کھیلتے تھے۔ پھر ایک قیامت کا زلزلہ آیا اور سارے کا سارا شہر سمندر میں غرق ہو گیا۔ صرف چار آدمی باقی بچے جو اس روز قریبی جزیرے پر جو سونے کی کان تھی وہاں سونا لانے گئے تھے وہ کشتی میں سونے کی اینٹوں کا انبار لاد کر واپس شہر کی طرف آ رہے تھے کہ اچانک زلزلہ آ گیا۔ شہر ان کی آنکھوں کے سامنے سمندر میں غائب ہو گیا۔ وہ کشتی کو جلدی جلدی چلا کر وہاں سے دور نکل گئے اور یوں انہوں نے اپنی جان بچائی۔ اس کتاب میں لکھا تھا کہ پھر وہ لوگ ملک روم کے پاس ساحل

پر آ گئے۔ وہاں انہوں نے ایک چھوٹا سا قلعہ بنایا اور وہیں رہنے لگے۔ وہ کسی سے نہیں ملتے تھے۔ آخر وہ بھی اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ مگر اس زرد کاغذوں والی کتاب میں درج تھا کہ ان میں سے آخری آدمی نے مرنے سے پہلے سونے کا سارا خزانہ قلعے کے نیچے کسی جگہ دفن کر دیا تھا جو آج بھی اسی جگہ دفن ہے۔ کپتان نے عنبر کو اس خزانے کی تلاش میں ساتھ چلنے پر راضی کر لیا تھا۔ عنبر اس لیے رضامند ہو گیا تھا کہ کپتان نے بتایا تھا کہ خزانے پر ایک سانپ بیٹھتا ہے۔ عنبر نے سوچا کہ ہو سکتا ہے خزانے کے سانپ سے کچھ ناگ اور ماریا کی خبر مل جائے اور کپتان عنبر کو ساتھ لے چلنے پر اس لیے تیار ہوا تھا کہ عنبر نے اسے بتایا تھا کہ وہ جڑی بوٹیوں کا علم رکھتا ہے اور کپتان یہ چاہتا تھا کہ وہ خزانے کے سانپ پر کوئی بے ہوش کر دینے والی بوٹی کا سفوف چھڑک کر اسے بے سدھ کر دے تا کہ وہ سونے کی اینٹیں اپنے جہاز پر آسانی سے لاد سکیں۔ کیونکہ خزانے کے سانپ کے بارے میں مشہور تھا کہ وہ کسی شخص کو بھی خزانہ حاصل کرنے میں کامیاب نہیں ہونے دیتا اور ہلاک کر دیتا ہے۔

پیارے دوستو! ہم آپ کو ماریا کے بارے میں بھی ضرور

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بتاتے کہ وہ اس وقت کہاں ہے اور کس حالت میں ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ ہمیں ماریا کے بارے میں خود کچھ معلوم نہیں ہے کہ بمبئی میں شیلا کے بیڈ روم میں جب اس نے امبا دیوی کی مورتی کو چھوا اور اسے ایک جھٹکا لگا تھا تو پھر اس کے بعد وہ کہاں چلی گئی۔ چونکہ میں آپ کو عنبر ناگ ماریا کی واپسی کے سنسنی خیز سفر کی سچی داستان سنا رہا ہوں اس لیے جب تک ماریا کے بارے میں مجھے صحیح صحیح سچے حالات معلوم نہیں ہو جاتے میں آپ کو اس کے بارے میں کچھ نہیں بتا سکتا۔ میں یونہی جھوٹی سچی کہانی جوڑ کر آپ کو نہیں سنانا چاہتا۔ میں چاہتا ہوں کہ جو کچھ ماریا کے ساتھ بیتتی ہے وہی آپ کو سناؤں۔
اب چونکہ ناگ اس کی تلاش میں نوجوان جوگی کے مشورے کے مطابق شمالی ہندوستان کے جنگلوں میں بیتا مہارانی سے ملاقات کرنے جا رہا ہے تو امید ہے کہ اسے ماریا کا ضرور سراغ ملے گا اور اس کی داستان کے حیرت انگیز اور سچے واقعات سامنے آئیں گے۔ اس لیے اس وقت ہم ناگ کو امبا دیوی کی مورتی اور ماریا کی کھوج میں شمالی ہندوستان کے جنگلوں کی طرف سفر کرتا چھوڑتے ہیں اور خود عنبر کی طرف آتے ہیں جو بادبانی جہاز کے کپتان کے ساتھ سونے کی اینٹوں کے خزانے کی تلاش کی

مہم پر جانے کا عہد کر چکا ہے۔ اس نے بھی یہ عہد اس لیے کیا ہے کہ ہو سکتا ہے خزانے کے سانپ سے اسے ناگ کا کچھ حال معلوم ہو جائے۔

بادبانی جہاز مال سے بھرا ہوا تھا اور روم کے نیلے سمندر میں اپنی منزل کی طرف لہروں پر بہا جا رہا تھا۔ ہوا بڑی موافق تھی اور آسمان صاف تھا۔ اسی طرح سفر کرتے کرتے جہاز ایک اور ملک روم کی ایک بندرگاہ پر جا لگا۔ کپتان نے جہاز اپنے نائب کپتان کے حوالے کیا اور خود عنبر کو لے کر خزانے کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔ پرانی کتاب میں لکھا تھا کہ وہ جگہ جہاں غرق ہونے والے شہر سے بچے ہوئے چار آدمیوں نے ایک قلعہ بنا کر اس کے تہہ خانے میں خزانہ دفن کیا تھا۔ ملک روم کے مغربی ساحل پر ایک ایسے مقام پر تھی جہاں ایک جگہ سے سمندر کا پانی خلیج کی شکل میں ساحل کے اندر داخل ہو کر جنگل میں چلا گیا ہے۔ اس جگہ کی ایک اور نشانی یہ بتائی گئی تھی کہ جہاں سے سمندر کا پانی ساحل کاٹ کر اندر داخل ہوتا ہے وہاں سرخ رنگ کی ایک چٹان کھڑی ہے جس کو اگر غور سے دیکھا جائے تو وہ عورت کی شکل بن جاتی ہے۔

کپتان نے ایک بڑی بادبانی کشتی خرید کر اس میں ایک ہفتے کی خوراک اور پینے کا پانی رکھ لیا تھا۔ اسی وقت یہ بادبانی کشتی

PDFBOOKSFREE.PK

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

روم کے ساحل کے ساتھ ساتھ سمندر میں آگے بڑھ رہی تھی
کپتان بار بار پُراسرار دو کتاب دیکھ لیتا تھا کہ وہ ٹھیک راستے
پر جا رہے ہیں۔ عنبر بھی اس کے ساتھ تھا۔ کپتان کو سونے
کی اینٹوں کے انبار کا لالچ تھا مگر عنبر کے دل میں یہی ایک
خیال تھا کہ شاید ناگ اور ماریا کا کوئی سراغ مل جائے۔ ایک
تو بادبانی کشتی کی رفتار سست تھی دوسرے روم کا ساحلی
سمندر چٹانوں اور پانی میں چھپی ہوئی نوکیلی چٹانوں سے بھرا
ہوا تھا اس لیے کپتان کشتی کو بڑی احتیاط سے چلا رہا تھا
اس نے کسی دوسرے ملاح کو ساتھ نہ لیا تھا۔ اس خیال
سے کہ کہیں وہ بھی خزانے میں حصہ دار نہ بن بیٹھے۔

اسی طرح سفر کرتے کرتے انہیں دو روز گذر گئے۔

تیسرے روز موسم خراب ہو گیا اور تیز ہوائیں چلنے لگیں
کپتان نے کشتی کے بادبان لپیٹ دیئے اور لنگر پھینک دیا
کیوں کہ اگر بادبان کھلے ہوتے تو تیز ہواؤں میں کشتی کا کھلے
سمندر میں نکل جانے کا خطرہ تھا۔ ہوا تیز تھی اور کشتی ساحل
سے کچھ فاصلے پر کھڑی ہچکولے کھا رہی تھی۔ عنبر نے کہا کہ
کشتی کو ہم ساحل پر لے جاتے ہیں۔ اگرچہ وہ جہاز کا
کپتان نہیں تھا مگر اس نے بھی ہزاروں بار طوفانی سمندروں
کا سفر کیا تھا۔ کپتان اس کی بات سن کر مذاق سے ہنسا۔

"عنبر بھائی! تم جادو کی بوتلوں کے بارے میں کمال معلومات
رکھتے ہو گے مگر سمندروں کے بارے میں تمہیں کچھ
معلوم نہیں ہے۔ میں سالے دو کچھ کیا ہے اصل بچہ
کیا ہے؟"

عنبر خاموش ہو گیا۔ تیز ہواؤں نے طوفان کی شکل اختیار
کر لی۔ بادل گہرے سیاہ ہو گئے اور بجلی بار بار کڑکنے لگی اور
بادل گرجنے لگے اور بارش بھی شروع ہو گئی۔ کشتی اگرچہ کافی
بڑی تھی مگر سمندر کی لہریں اسے زبردست ہچکولے دے رہی
تھیں۔ آخر ایک ایسی طاقت ور لہر آئی کہ کشتی کا لنگر ٹوٹ گیا
اور وہ لہروں میں دھکے کھانے لگی۔

کپتان نے بلند آواز سے کہا:

"عنبر! کشتی کے سرے پر جا کر دوسرا لنگر گرا دو میں
پچھلا بادبان کھولتا ہوں۔"

کپتان کا خیال تھا کہ اگر سرے والا دوسرا لنگر گرا دیا گیا
اور عقبی بادبان کھول دیا تو ہوا کا رخ چونکہ شمال کی طرف
ہے اس لیے کشتی ایک جگہ پر جم جائے گی۔ مگر ہوا کا رُخ
ایک دم سے جنوب کی طرف ہو گیا اور ہوا بھی طوفانی۔
چنانچہ دوسرا لنگر بھی ٹوٹ گیا اور بادبان پھٹ کر لکڑی کے
مستول سمیت سمندر میں جا گرا۔ اب کشتی طوفانی لہروں کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رحم و کرم پر کھلے سمندر کی طرف جا رہی تھی۔ کپتان نے اور عنبر نے بڑے بڑے چپو سمندر میں ڈال دیئے اور کشتی کو ساحل کی طرف لے جانے کی سر توڑ کوشش شروع کر دی۔ اس کوشش میں وہ ساحل سے کافی دور نکل آئے۔ سمندر کی بڑی بڑی لہریں کشتی کو اٹھا کر کبھی ادھر اور کبھی ادھر پھینک رہی تھیں۔ کشتی عنبر اور کپتان کے قابو سے باہر ہو گئی تھی۔ ہوائیں اس قدر چیخ رہی تھیں اور سمندری موجیں اس قدر شور مچا رہی تھیں کہ کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی تھی۔ اوپر سے بارش نے الگ شور مچا رکھا تھا۔

اب وہ جان بچانے کے لیے سمندر میں چھلانگیں بھی نہیں لگا سکتے تھے۔ عنبر تو خیر بچ ہی جاتا مگر کپتان ایسے طوفانی سمندر میں زندہ بچ کر ساحل تک نہیں پہنچ سکتا تھا۔ لہریں کشتی کو کبھی چکر دیتیں اور کبھی اٹھا کر دور پھینک دیتیں۔ طوفان کا زور ختم نہیں ہو رہا تھا۔ رات ہو گئی۔ سمندر پر اور زیادہ اندھیرا چھا گیا۔ عنبر اور کپتان کشتی کے ایک چھوٹے سے تہہ خانے میں دبک کر بیٹھ گئے۔ انہوں نے تہہ خانے کی چھت بند کر لی تھی۔

کپتان نے کہا:

"میرا خیال ہے صبح طوفان ختم جائے گا۔ پھر ہم کشتی

PDFBOOKSFREE.PK

کو کھلے سمندر سے نکال کر ساحل کی طرف لے آئیں گے۔ کیوں کہ ہمیں خزانے کی تلاش میں ساحل کے ساتھ ساتھ چلنا ہے۔"

عنبر نے کہا:

"اس طوفان میں اگر ہماری کشتی سلامت رہی تو اسے نکال سکیں گے۔"

کپتان بولا:

"عنبر بھائی! یہ کشتی بڑی مضبوط ہے۔ فکر نہ کرو طوفان اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔"

ابھی یہ فقرہ اس کے منہ میں ہی تھا کہ کشتی بڑے زور سے سمندر میں چھپی ہوئی کسی چٹان سے ٹکرا گئی۔ زبردست دھماکے کی آواز بلند ہوئی۔ اور کشتی کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ تہہ خانے میں سمندر کا پانی آ گیا۔ کپتان اور عنبر بڑی مشکل سے تہہ خانے سے نکل کر کشتی کے آدھے حصے کے اوپر آ گئے۔ کشتی کا دوسرا آدھا حصہ ڈوب گیا تھا۔ کیونکہ اس میں سامان کا بوجھ کافی تھا۔ جس باقی آدھے حصے پر عنبر اور کپتان سوار تھے یہ ہلکا تھا اس لیے ڈوبنے سے بچ گیا تھا۔ مگر اس کا بے حد برا حال تھا۔ موجیں اسے طمانچے مار رہی تھیں اور وہ لہروں کے بھنور میں چکر لگا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

رہا تھا۔ کشتی کا یہ آدھا حصہ سمندر پر لیٹ گیا تھا اور اس کے بادبان آدھے پانی میں ڈوبے ہوئے تھے۔ بس اتنا تھا کہ کپتان اس کی وجہ سے سمندر میں غرق ہونے سے بچ گیا تھا۔

سمندر کی طوفانی موجیں اس ٹوٹی ہوئی کشتی کو لے کر ساری رات بھٹکتی پھرتی رہیں۔ دن نکلا تو طوفان ختم چکا تھا۔ ٹوٹی ہوئی کشتی کا صرف ڈھانچہ ہی پانی سے باہر تھا۔ ساحل قریب ہی دکھائی دے رہا تھا۔ عنبر پر اس طوفان کا کوئی اثر نہیں ہوا تھا مگر کپتان کافی نڈھال دکھائی دیتا تھا۔ ساحل کو دیکھ کر اس کی جان میں جان آئی کہنے لگا:

"خدا کا شکر ہے کشتی کھلے سمندر کی طرف نہیں گئی
یہ ملک روم کا ساحل ہی ہے۔"

عنبر نے کہا:

"خدا کرے کہ یہ روم کا ساحل ہو"

کپتان بولا:

"میں اس ملک کے ساحل کے گھاس کو بھی پہچانتا ہوں"

وہ کشتی کو کھینچتے ہوئے ساحل تک لے آئے۔ ساحل ویران تھا۔ اونچی نیچی ٹیکریاں تھیں۔ کہیں کہیں درختوں کے جھنڈ نظر آتے تھے۔

عنبر نے پوچھا:

"ہم روم کے ساحل پر کتنی دور آگے نکل آئے ہیں؟"

کپتان نے درختوں اور ٹیکریوں کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا،

"میرا خیال ہے ہم جزیرہ سارڈینا کے پچھم میں ہیں۔"

عنبر نے کہا:

"لیکن سوال تو یہ ہے کہ وہ علاقہ کہاں ہے جہاں سمندر کنارہ کاٹ کر خلیج کی شکل میں اندر داخل ہوتا ہے اور جہاں کہیں ہمیں خزانے والا قلعہ تلاش کرنا ہے۔"

کپتان بولا:

"میں بھی اسی کی کھوج میں ہوں۔ میرا خیال ہے وہ جگہ یہاں سے زیادہ دور نہیں ہے۔ اگر ہم ان ٹیکریوں میں سے گزر کر جنوب مشرق میں کچھ دور چلیں تو یقیناً وہ علاقہ آ جائے گا۔"

عنبر کو اگرچہ نہ بھوک تھی نہ پیاس، لیکن اس خیال سے کہ کپتان اسے عجیب و غریب انسان نہ سمجھنے لگے اور اسے کوئی شک نہ پڑ جائے۔

عنبر نے جھوٹ موٹ کہا:

"مجھے تو بھوک بھی لگی ہے اور پیاس بھی۔ چلئے

PDFBOOKSFREE.PK

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہمیں کھانے پینے کے لیے کچھ تلاش کرنا چاہیئے"

کپتان پیٹ پر ہاتھ پھیر کر بولا:

"بھوک اور پیاس تو مجھے بھی لگی ہے۔ چلو ان درختوں میں دیکھتے ہیں۔ شاید کھانے کے لیے کوئی جنگلی پھل اور پینے کے لیے پانی مل جائے"

وہ دونوں ان ٹیکریوں کی طرف چل پڑے جہاں درختوں کے جھنڈ اُگے ہوئے تھے۔ دونوں کے کپڑے نہ صرف گیلے ہو رہے تھے بلکہ طوفان کی وجہ سے پھٹ پھٹا بھی گئے تھے۔

کپتان نے کہا:

"ہمیں کھانے پینے کے علاوہ کپڑوں کی بھی ضرورت ہے ابھی ہمارا سفر لمبا ہے۔ ہمیں کچھ کھانے پینے کو ساتھ بھی رکھنا پڑے گا"

عنبر نے کہا:

"پہلے اس وقت تو کھانے کو کچھ ملے"

کپتان بولا:

"ان درختوں میں میرا خیال ہے کہ جنگلی بیر کی جھاڑیاں مل جاتی ہیں اور کہیں کہیں پانی کے چشمے بھی ہوتے ہیں"

عنبر نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ خاموشی سے کپتان کے

ساتھ چلتا رہا۔ درختوں کے جھنڈوں میں انہیں کپتان کے کہنے کے مطابق جنگلی بیریوں کے جھاڑ مل گئے اور ایک جگہ چھوٹا سا چشمہ بھی بہہ رہا تھا۔ کپتان نے جنگلی بیر کھا کر چشمے کا پانی پیا اور بھوک اور پیاس مٹائی۔ عنبر نے بھی دکھانے کو کچھ بیر کھا لیے اور پانی پیا۔ کپتان نے اب اس علاقے کا غور سے جائزہ لیا۔ وہ کبھی ماتھے پر ہتھیلی کا چھجا بنا کر ٹیکریوں کو تکتا۔ کبھی درختوں میں دور تک دیکھتا کہنے لگا:

"عنبر! مجھے یقین ہے ان ٹیکریوں کے پار طولان نام کا چھوٹا سا شہر ہے۔ آؤ میرے ساتھ۔ یہ علاقہ میرا دیکھا ہوا ہے"

کپتان عنبر کو ساتھ لے کر ٹیکریوں کے پار جانے والی پگ ڈنڈی پر روانہ ہو گیا۔ وہ دونوں دوپہر تک چلتے رہے دوپہر کے بعد انہیں طولان شہر کے مکان دکھائی دیئے۔

کپتان نے خوش ہو کر کہا:

"دیکھا۔ میرا اندازہ درست نکلا ناں۔ میں اس علاقے کے چپے چپے سے واقف ہوں"

عنبر نے کہا:

"جب وہ پرانا قلعہ دریافت کرو گے تو مانوں گا جب

PDFBOOKSFREE.PK

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے اندر خزانہ دفن ہے۔"

کپتان نے مسکرا کر کہا،

"کم بخت قلعہ چار ہزار سال پرانا ہے، خدا جانے اب اس کے کھنڈر بھی کس حالت میں ہوں گے مگر میں اسے تلاش کر کے ہی چھوڑوں گا۔ پہلے اس شہر میں جا کر گھوڑے، خوراک، کپڑے اور پانی کا ذخیرہ حاصل کرتے ہیں جو سفر میں ہمارے کام آئے گا۔"

شہر کو دیکھ کر کپتان کی ہمت لوٹ آئی تھی اور وہ خوش تھا۔ وہ خوب مزے لے لے کر باتیں کر رہا تھا۔

"ہم یہاں سے روم کے ساحل والی خلیج کے بارے میں بھی معلومات حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔"

عنبر نے پوچھا:

"کپتان! گھوڑے کپڑے اور خوراک خریدنے کے لیے تمہارے پاس رقم ہے کیا؟"

کپتان مسکرایا:

"عنبر! میں بیس برس سے ان علاقوں میں آ جا رہا ہوں۔ یہاں میرے بہت دوست ہیں تم خود دیکھ لو گے۔"

شہر قریب آ رہا تھا۔

یہ شہر روم کے چھوٹے شہروں میں سے تھا۔ لیکن یہاں کچھ پرانے فوجی جرنیلوں کے حویلی نما مکان اور زمینیں تھیں جہاں وہ ریٹائر ہونے کے بعد عمر کا آخری حصہ آرام اور سکون سے بسر کر رہے تھے۔ ان کی وجہ سے شہر میں زندگی کی ضروریات کی سب چیزیں مل جاتی تھیں۔

اس شہر میں کپتان کا ایک یہودی دوست تھا جو غلاموں کی خرید و فروخت کا کاروبار کرتا تھا۔ اس کا نام کاہون تھا۔ کپتان عنبر کو ساتھ لے کر اس کی حویلی میں آ گیا۔ کاہون کی عمر پچاس برس کے قریب تھی۔ سر گنجا تھا۔ چہرے پر مکاری تھی اور چھوٹی چھوٹی آنکھوں کے ڈھیلے پنجرے میں بند چڑیا کی طرح پھدک رہے تھے۔ کپتان نے اسے بتایا کہ اسے دو گھوڑے اور کچھ خوراک چاہیے۔

یہودی کاہون ہنسا، کہنے لگا:

"کیا تم اب سمندر میں جہاز کی جگہ گھوڑے دوڑایا کرو گے؟"

کپتان کہنے لگا:

"کچھ ایسا ہی ارادہ ہے چچا کاہون!"

کپتان نے اپنے یہودی دوست کاہون سے دو گھوڑے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کچھ خشک میوے اور پانی کے دو لکڑی کے ڈرم خرید لیے۔ رات کو کھانے کے بعد عنبر قبرستان کی طرف یہ سوچ کر نکل گیا کہ شاید یہاں سے ماریا یا ناگ کی خوشبو آ جائے اور کپتان کو یہودی کاہون نے ساتھ لیا اور باغ میں ٹہلنے لگے۔ کاہون بڑا چالاک آدمی تھا۔ سمجھ گیا کہ کپتان کسی خاص قسم کی مہم پر جا رہا ہے اور اسے یہ بھی اچھی طرح معلوم تھا کہ یہ مہم دولت حاصل کرنے کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتی تھی۔ چنانچہ یہودی کاہون کے کان کھڑے ہو گئے تھے۔ وہ کپتان سے پتہ کرنا چاہتا تھا کہ وہ کون سی مہم پر جا رہا ہے اور اس کا ایک ہی طریقہ اس یہودی کے دماغ میں آتا تھا کہ کپتان پر گھوڑوں اور خوراک کی قیمت اسی وقت ادا کرنے پر زور دے۔ یہ سوچ کر مکار یہودی نے کہا:

"کپتان! میں نہیں جانتا کہ تم کون سی مہم پر جا رہے ہو اور مجھے یہ جاننے کی ضرورت بھی نہیں ہے مگر تم جانتے ہو کہ میں کاروباری آدمی ہوں ادھر مال خرید کر ادھر فروخت کر دیتا ہوں اور اگر میری رقم رُک جائے تو میرا کاروبار بھی رُک جائے گا۔ مجھے تو بس اپنی رقم سے دلچسپی ہوتی ہے۔ چنانچہ میں

چاہوں گا کہ تم نے مجھ سے جو چیزیں خریدی ہیں ان میں سے دو گھوڑوں کی قیمت اسی وقت ادا کرو دو باقی دیکھا جائے گا:"

یہودی کی آنکھوں کے ڈیلے گھوم رہے تھے۔ مہم کا راز معلوم کرنے کے لیے بے تاب تھا۔ مگر اوپر سے بڑی بے نیازی کے ساتھ بولا:

"بھتیجے مجھے تمہاری مہم سے کوئی دلچسپی نہیں ہے میں تو بس یہ چاہتا ہوں کہ تم مجھے گھوڑوں کی قیمت اس وقت ادا کر دو۔"

کپتان کو آخر اپنی سونے کی تلاش کی مہم کا راز بتانا ہی پڑا:

"سنو کاہون! تم میرے دوست ہو، میں تم سے کوئی بات چھپا کر نہیں رکھنا چاہتا۔ بات یہ ہے کہ سونے کا ایک بے بہا خزانہ میرا انتظار کر رہا ہے کاہون! یہ خزانہ اتنا بڑا ہے کہ دنیا نے آج تک سونے کا اتنا انبار نہ دیکھا ہوگا!"

یہودی کاہون کی آنکھیں دولت کی ہوس میں چمک اٹھیں۔ اس کے دل کی مراد بر آئی تھی۔ پھر بھی بڑی مکاری سے کام لیتے ہوئے اور دل پر پتھر کی سل رکھ کر بولا:

PDFBOOKSFREE.PK

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"بھئی مجھے تمہارے خزانے سے بھی کوئی دلچسپی نہیں
اور بھی اس قسم کی باتیں تو ہر آدمی آج کل کرتا ہے
جیسے دیکھو خزانہ تلاش کرنے جا رہا ہے۔ بھئی ہم نے
تو کسی کو آج تک خزانہ لے کر گھر کو لوٹتے نہیں دیکھا"
کپتان نے ہنس کر کہا:

"جب میرے گھوڑوں پر لدی ہوئی سونے کی اینٹیں
دیکھو گے تو تمہیں خود ہی یقین آ جائے گا۔"

گھوڑوں پر لدی ہوئی سونے کی اینٹوں کی ایک تصویر یہودی
کی آنکھوں میں پھر گئی۔ دولت کے خیال سے اس کی آنکھیں
چمکنے لگیں۔ اس کے باوجود ایک بار پھر جھوٹ سے کام لیتے
ہوئے بے نیازی سے بولا:

"ارے کون آتا ہے ہمارے پاس سونے کی اینٹیں
لے کر۔"

"میں سب سے پہلے تمہارے پاس آؤں گا دوست۔"

اور اس کے بعد کپتان نے سونے کی مہم کی ایک ایک
بات کھول کر یہودی کاہولن کو بتا دی۔ یہودی نے عیاری سے
اپنی ٹھوڑی کریدتے ہوئے کہا:

"یہ تمہارے ساتھ کون ہے؟"

کپتان بولا:

"یہ جڑی بوٹیوں کا علم رکھتا ہے۔"

"کیا اس کا پتا نہیں کاٹا جا سکتا۔ آخر یہ کیوں دولت
میں حصے دار بنے۔ جب کہ میں تمہارے ساتھ ہوں
اور مہم کے سارے اخراجات اٹھانے کو تیار ہوں۔"

اب کپتان نے اسے خزانے کے سانپ کے حوالے سے بتایا
کہ عنبر کا اس مہم میں ان کے ساتھ رہنا کس قدر ضروری ہے
یہودی کاہولن نے کہا:

"کیا ہم خزانے کے سانپ کو کسی اور طریقے سے ہلاک
نہیں کر سکتے۔ کیا یہ ضروری ہے کہ عنبر کسی بوٹی کا
سفوف اس پر چھڑک کر اسے بے ہوش کر دے؟"

کپتان کہنے لگا:

"بات یہ ہے کہ خزانے کا سانپ عام طور پر اچانک
کسی طرف سے نکل آیا کرتا ہے اور دکھائی نہیں
دیتا۔ اس لیے عنبر ساتھ ہو گا تو خزانہ اٹھانے سے
پہلے سفوف پھینک کر سانپ کو بے سدھ کر دے گا۔"

یہودی نے دل پر جبر کر کے سونے کی تلاش کی مہم میں
عنبر کا ساتھ چلنا گوارا کر لیا۔ اب اس نے کپتان سے معاملہ
طے کرنا چاہا۔ کہنے لگا:

"خزانہ مل گیا تو میں اس کا آدھا حصہ لوں گا۔ باقی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آدھا تم دونوں میں بانٹ دیا جائے گا۔"
کپتان بولا:
"یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اگر تم اس مہم پر پیسہ خرچ کرو گے تو میں نے خزانے کا پتہ بتایا ہے اور عنبر ہمیں خزانے کے سانپ سے بچائے گا۔ پس خزانے کے تین حصے ہوں گے اور ہم ایک ایک حصہ لیں گے"
اسی لمحے مکار کاہون نے دل میں ایک فیصلہ کر لیا اور مسکرا کر کپتان کے کندھے پر ہاتھ مار کر بولا:
"دوست! تم بھی کیا یاد کرو گے۔ چلو میں تمہاری شرط منظور کرتا ہوں۔ خزانہ اگر مل گیا تو اسے تین حصوں میں برابر برابر تقسیم کر دیا جائے گا۔ مگر میری بھی ایک شرط ہے۔"
"وہ کیا؟" کپتان نے پوچھا۔
یہودی کاہون کہنے لگا:
"میرا ایک خاص آدمی اس مہم میں تمہارے ساتھ جائے گا۔"
"مجھے منظور ہے۔"
یہودی کاہون بڑا خوش ہوا۔ اس نے جو سکیم سوچی تھی اس کا پہلا مرحلہ کامیاب ہو گیا تھا کہنے لگا:

"ٹھیک ہے۔ میں تم سے گھوڑوں کی قیمت اور جو بھی خرچ آئے گا خزانہ ملنے کے بعد وصول کر لوں گا۔ اور یہ قیمت تمہارے اور عنبر کے حصے میں سے کاٹی جائے گی۔"
"مجھے منظور ہے۔" کپتان بولا۔
"بس اب ہمیں ایک کاغذ پر یہ معاہدہ لکھ کر اپنے اپنے دستخط کرنے ہوں گے تاکہ سند رہے اور ضرورت کے وقت کام آئے۔ ہم صبح کاغذ لکھ لیں گے اور کل ہی تم لوگ مہم پر روانہ ہو جانا تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں؟"
"بالکل نہیں۔"
دوسرے روز یہودی کاہون نے کاغذ لکھ کر اس پر عنبر اور کپتان کے دستخط کروانے کے بعد اپنے بھی دستخط کر دیئے اور کاغذ صندوق میں رکھ کر تالا لگا دیا۔ یہودی کاہون نے اپنا جو آدمی مہم میں ساتھ جانے کے لیے تیار کروایا تھا اس کا نام ساول تھا۔ ساول ایک کافر حبشی غلام تھا جو یہودی کاہون کا جاں نثار تھا اور اس قدر سنگ دل اور ظالم تھا کہ غلاموں کی مار مار کر چمڑی ادھیڑ دیا کرتا تھا۔ وہ کئی لوگوں کو قتل بھی کر چکا تھا۔ درمیانے قد کا بھالو نما بڑی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

بڑی مونچھوں والا سیاہ فام مضبوط آدمی تھا جس کی آنکھوں سے درندگی اور خون خواری ٹپکتی تھی۔ یہودی کاہن نے اسے پوری طرح سمجھا دیا تھا کہ جونہی خزانہ ملے اور خزانے کے سانپ کو عنبر ہلاک کر دے وہ عنبر اور کپتان کو قتل کر کے خزانے پر قبضہ کر لے اور اسے لے کر واپس پہنچ جائے۔ اس مقصد کے لیے کاہن یہودی نے سادل حبشی کو ایک دو دھارا خنجر بھی دیا تھا۔ جس کی کاٹ بڑی زبردست تھی اور ایک سیکنڈ میں انسان کی گردن کاٹ کر الگ کر دیتا تھا سادل حبشی نے یہ خنجر اپنے کپڑوں میں چھپا کر رکھ لیا تھا۔

دوسرے روز کپتان عنبر اور سادل حبشی گھوڑوں پر سوار ہو کر خزانے کی تلاش کی مہم پر روانہ ہو گئے۔ ان کے ساتھ دو فالتو گھوڑے بھی تھے جن میں سے ایک گھوڑے پر کھانے پینے کا سامان پانی کے دو بڑے کُپّے لدے تھے اور دوسرے گھوڑے پر کمبل اور دوسرا زمین کھودنے کا ضروری سامان تھا۔ عنبر نے کپتان سے کہا تھا کہ سادل حبشی کا ساتھ جانا ٹھیک نہیں لگتا مگر کپتان نے کہا تھا کہ وہ بڑا محنتی غلام ہے اور ان کا بہت سا کام کاج کر دیا کرے گا۔ چنانچہ عنبر نے معاہدے کے کاغذ پر دستخط کر دیئے تھے۔ یہ قافلہ دن کے پہلے پہر روانہ ہوا۔

کپتان نے آدھی رات تک بیٹھ کر بڑی محنت سے راستے کا نقشہ بنا لیا تھا جس کے مطابق وہ علاقہ جہاں سمندر ساحل کاٹ کر اندر داخل ہو گیا تھا اور پراسرار کتاب کے مطابق جہاں چار ہزار سال پہلے ایک قلعہ تھا وہاں سے تین دن کے سفر پر تھا۔ اس کا اندازہ تھا کہ اگر وہ دن میں چھ گھنٹے سفر کریں اور رات کو آرام کریں تو تین دنوں میں اپنی منزل مقصود تک پہنچ جائیں گے۔

پہلے روز ان کا سفر اونچی نیچی ٹیکریوں اور ادھر اُدھر اُگی ہوئی جنگلی جھاڑیوں میں جاری رہا۔ شام کو انہوں نے ایک جگہ پڑاؤ ڈالا۔ سادل حبشی نے جھاڑیاں صاف کر کے خیمہ لگا دیا اور کھانا پکایا۔ وہ زیادہ بات نہیں کرتا تھا۔ بس ہوں ہاں میں جواب دے کر خاموش ہو جاتا۔ عنبر کو چونکہ جڑی بوٹیوں کی بڑی سمجھ تھی چنانچہ گھوم پھر کر اس نے بعض بڑی قیمتی بوٹیاں اکٹھی کر لیں۔ ان میں بخار سے آرام دینے والی بوٹیاں بھی تھیں اور ایک بوٹی ناگ پھنی کی اسے مل گئی جو سانپ کے کاٹے کا علاج تھی۔ رات کو کھانا کھا کر وہ سو گئے۔ سادل حبشی کچھ دیر خیمے کے باہر بیٹھا رہا۔ پھر وہ بھی وہیں پڑ کر سو گیا۔ اگلے روز انہوں نے سامان گھوڑوں پر لادا اور پھر سفر شروع کر دیا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اسی طرح سفر کرتے جب انہیں تین روز گذر گئے تو کپتان نے کہا کہ اب وہ منزل پر پہنچنے والے ہیں مگر منزل کہیں نہیں تھی۔ وہ سمندر کے کنارے کے ساتھ ساتھ سفر کر رہے تھے لیکن سمندر کا پانی کسی جگہ سے بھی کنارے کو کاٹ کر اندر داخل نہیں ہو رہا تھا۔

عنبر نے کپتان سے کہا کہ کہیں وہ راستہ تو نہیں بھول گیا۔

کپتان نے کہا:

"ہم بالکل ٹھیک راستے پر جا رہے ہیں۔ آج نہیں تو کل وہ جگہ ضرور آئے گی جہاں سمندر کنارا کاٹ کر اندر آ گیا ہے۔"

دو روز اور گذر گئے مگر وہ خاص علاقہ نہ آیا۔ اب تو عنبر بھی سوچنے لگا کہ اس مہم پر آ کر اس نے خواہ مخواہ اپنا وقت ضائع کیا ہے۔ کپتان ابھی تک ناامید نہیں ہوا تھا۔ ساول حبشی خاموش تھا۔ وہ ان سے زیادہ بات نہیں کرتا تھا۔ بس ان کے کام کر دیا کرتا اور خاموش رہتا۔ مگر ہر رات کو وہ خنجر تیز کرنا نہیں بھولتا تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ خنجر کو زنگ لگ جائے اور وہ کپتان اور عنبر کا تیزی سے گلا نہ کاٹ سکے۔

چھٹے روز کپتان نے خوشی کا نعرہ بلند کیا۔

وہ ایک ٹیلے پر کھڑا تھا۔ اس نے سمندر کے کنارے کو

دیکھ لیا تھا۔ یہاں اونچے نیچے ٹیلے ہی ٹیلے تھے جن پر گھنے درخت اور جھاڑیاں اُگی ہوئی تھیں۔ وہ ٹیلے سے پھلانگتا ہوا نیچے اتر آیا۔ اس نے بتایا کہ یہاں سے ایک کوس کے فاصلے پر سمندر کنارا کاٹ کر اندر داخل ہو رہا ہے۔ عنبر خوش ہوا کہ وہ منزل پر پہنچ گیا۔ ٹیلے کا چکر کاٹ کر جب وہ ایک کوس کے فاصلے پر پہنچے پر کپتان کے کہنے کے مطابق سمندر ایک جگہ کنارے کو کاٹ کر جنگل میں ایک بڑی نہر کی شکل میں داخل ہو گیا تھا۔

"یہ ہے وہ جگہ جس کا ذکر کتاب میں ہے۔ اب ہمیں وہ قلعہ تلاش کرنا ہے جس کے تہہ خانے میں خزانہ دفن ہے۔"

عنبر نے کہا:

"میرا خیال ہے ہمیں خلیج پار کر کے دوسرے کنارے پر جانا چاہیے، کیوں کہ جہاں تک میرا اندازہ ہے۔ ان لوگوں نے خلیج کے پار قلعہ بنایا ہوگا تاکہ کوئی شخص آسانی سے ان کے خزانے تک نہ پہنچ سکے۔"

کپتان بولا:

"اچھا خیال ہے عنبر۔ ہم خلیج کے پار جائیں گے۔"

PDFBOOKSFREE.PK

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس کے ساتھ ہی انہوں نے اپنے گھوڑے خلیج کے پانی میں ڈال دیئے۔ گھوڑے پانی میں پیٹ تک ڈوب گئے مگر وہ تیرتے چلے گئے۔ آخر انہوں نے خلیج پار کر لی اور دوسرے کنارے پر پہنچ گئے۔ انہیں محسوس ہوا کہ خلیج کے پار اس کا دوسرا کنارا پہلے کنارے کے مقابلے میں زیادہ گنجان ہے اور وہاں ٹیلوں کے آس پاس گہری کھائیاں ہیں جن میں بڑے بڑے پتھر زلزلوں کی وجہ سے ٹیلوں سے گر کر پڑے ہیں۔

عنبر نے کہا:

"قلعہ ضرور یہیں کہیں ہوگا۔"

کپتان نے سادل حبشی سے کہا:

"گھوڑوں کو ان درختوں کے ساتھ باندھ کر ہمارا یہاں انتظار کرو۔ ہم آگے کا چکر لگا کر آتے ہیں۔"

کپتان نے عنبر کو ساتھ لیا اور آس پاس کے علاقے کا جائزہ لینے چل پڑا۔ یہاں درخت ایک دوسرے کے ساتھ ساتھ اُگے ہوئے تھے اور ان کے درمیان جھاڑیاں ہی جھاڑیاں تھیں۔ صاف لگتا تھا کہ ادھر سے کبھی کسی کا گذر نہیں ہوا۔ کپتان کے ہاتھ میں بڑا چھرا

تھا جس کی مدد سے جھاڑیاں کاٹ کر وہ راستہ بنا رہا تھا۔ عنبر اس کے پیچھے پیچھے تھا۔ آگے جا کر راستہ کچھ صاف ہو گیا۔ ایک تنگ ڈنڈی سی بنی ہوئی انہیں دکھائی دی جو چھوٹے چھوٹے گول پتھروں سے تیار کی گئی تھی۔ پتھر مٹی کے اندر دھنسے ہوئے تھے۔ کپتان اور عنبر جھک کر اسے دیکھنے لگے۔

کپتان نے کہا:

"صاف لگتا ہے کہ کسی نے آنے جانے کے راستے کے لیے یہ تنگ ڈنڈی بنائی تھی۔"

عنبر نے کہا:

"یہاں دُور دُور تک آبادی کا نام و نشان نہیں ہے۔"

کپتان نے کہا:

"یہی تو اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ تنگ ڈنڈی آج سے بہت عرصہ پہلے تیار کی گئی تھی جب یہاں سے لوگ آتے جاتے تھے۔"

پھر وہ عنبر کی طرف دیکھ کر بولا:

"دوست! یقین کرو وہ قلعہ یہیں کہیں ہے۔"

شام تک وہ قلعے کے کھنڈروں کو تلاش کرتے رہے مگر انہیں کامیابی نہ ہوئی۔ شام کو وہ واپس اپنے اڈے پر آ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

گئے۔ ساول حبشی نے آگ جلا کر گوشت بھون رکھا تھا۔ اس نے جنگل میں چار خرگوش شکار کر لیے تھے اور انہیں بھون لیا تھا۔ کھانا کھانے کے بعد عنبر اور کپتان دیر تک قلعے کے بارے میں باتیں کرتے رہے انہیں اپنی منزل بالکل سامنے نظر آ رہی تھی۔ دوسرے روز انہوں نے پتھروں والی پگ ڈنڈی کے قریب جا کر پڑاؤ ڈال لیا اور ایک بار پھر پوری محنت اور جانفشانی سے پر اسرار قلعے کے کھنڈروں کی تلاش شروع کر دی۔

○

آدھی رات، چار روحیں

اس روز قلعے کے کھنڈر کہیں نہ ملے۔

رات کو عنبر اور کپتان واپس اپنے پڑاؤ پر آ کر کھانا کھا کر سو گئے۔ عنبر جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ بھوک اور پیاس سے بے نیاز تھا مگر اس خیال سے وہ بھی تھوڑا بہت کھا لیتا تھا کہ کسی کو اس پر شک نہ پڑے۔ رات گہری ہو گئی تھی۔ درخت رات کے اندھیرے میں خاموش سر جھکائے کھڑے تھے۔ کپتان بے سدھ ہو کر گہری نیند سو رہا تھا۔ مگر عنبر جاگ رہا تھا اور ناگ اور ماریا کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ ساول حبشی اس سے تھوڑے فاصلے پر جہاں گھوڑے بندھے تھے۔ کمبل اوڑھے گھاس پر پڑا تھا۔ ہر طرف خاموشی تھی۔ جنگل آج کل بھی رات کو خاموش ہوتے ہیں اور آج سے سات آٹھ سو سال پہلے تو جنگلوں میں راتوں کو ایسا سناٹا چھایا ہوتا تھا کہ انسان کو خوف محسوس ہونے لگتا تھا۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جس جگہ ان لوگوں نے پڑاؤ ڈال رکھا تھا وہاں سے خلیج کا کنارہ قریب ہی تھا اور عنبر کو آدھی رات کے وقت پانی میں مچھلیوں کے غڑاپ غڑاپ اچھل کر غوطے لگانے کی آواز کبھی کبھی سنائی دے جاتی تھی۔ سمندر کے کنارے جنگلوں میں اس قسم کی ہزاروں راتیں اس نے گذاری تھیں اس کے لیے یہ کوئی نئی آوازیں نہیں تھیں لیکن اب عنبر ایک نئی آواز سن رہا تھا۔ یہ آواز مچھلیوں کے غوطے لگانے کی آواز نہیں تھی۔ یہ کشتی کے چپوؤں کی آواز تھی۔ جیسے کوئی کشتی چلاتا خلیج کے کنارے کی طرف آ رہا ہو۔ عنبر نے لیٹے لیٹے کان کھڑے کر لیے۔ یہ آواز رک گئی۔ رات کے اندھیرے میں جنگل کی خاموشی اور زیادہ گہری ہو گئی۔ پھر اسے ایسی آواز آئی جیسے کشتی کو کنارے کی ریت پر گھسیٹا جا رہا ہو۔ اس کے بعد جھاڑیوں اور پتوں کے ٹوٹنے کی آواز آئی۔ کشتی کو جھاڑیوں میں چھپایا جا رہا تھا۔ عنبر ہوشیار ہو گیا۔

اب ایسی آواز آنی شروع ہوئی جیسے لکڑی کے بڑے تختے کو زمین پر گھسیٹا جا رہا ہو۔ عنبر اٹھ کر بیٹھ گیا۔ کپتان اور ساول حبشی گہری نیند میں تھے اور خراٹے لے رہے تھے عنبر چپکے سے اٹھا اور درختوں کے پیچھے چھپتا چھپاتا اس

وقت چلا جدھر سے آواز آ رہی تھی۔ جب وہ درختوں کا ایک پورا چکر کاٹ کر خلیج کے کنارے پہنچا تو ستاروں کی دھیمی روشنی میں اس نے ایک عجیب منظر دیکھا۔ اس نے چار آدمی دیکھے جنہوں نے لمبے لمبے ایسے چغے پہن رکھے تھے جن کا اس زمانے میں رواج نہیں تھا۔ گلے میں چاروں نے رسے ڈال رکھے تھے۔ یہ رسے لکڑی کے بڑے تختے سے بندھے تھے اور وہ اسے آہستہ آہستہ جنگل کی طرف کھینچے لیے جا رہے تھے۔

عنبر حیران ہوا کہ یہ لوگ کون ہیں جو آدھی رات کو عجیب و غریب لباس پہنے لکڑی کے تختے کو کھینچے لیے جا رہے ہیں۔ تختے پر کوئی بھاری چیز لدی تھی۔ اس کا ایک ڈھیر سا بنا ہوا تھا جس پر کپڑا پڑا تھا۔ عنبر خاموشی سے کھسکتا کھسکتا ایک ٹیلے پر سے ہو کر ایسی جگہ درخت کی اوٹ میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ جہاں سے اس کے اندازے کے مطابق وہ چاروں آدمی گذرنے والے تھے۔ تختے کے گھسٹنے کی آواز عنبر کے قریب آتی گئی۔ پھر چاروں آدمی اس کے قریب سے گذرنے لگے۔ ان کی لمبی لمبی ڈاڑھیاں تھیں۔ سروں پر سفید پگڑیاں بندھی تھیں سر جھکے ہوئے تھے اور ہاتھ پشت پر رکھے وہ خاموشی سے تختے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کو کھینچے لیے جا رہے تھے۔ یہ آدمی کسی بہت ہی پرانے زمانے کے لگتے تھے وہ آپس میں کوئی بات نہیں کر رہے تھے۔ عنبر نے تختے پر لدے ہوئے ڈھیر کو دیکھا۔ ایک جگہ سے کپڑا ہٹ گیا تھا۔

عنبر دھک سے رہ گیا۔ تختے پر سونے کی اینٹیں لدی ہوئی تھیں۔

پہلا خیال جو اس کے ذہن میں آیا یہ تھا کہ یہ کوئی چار چور ہیں جنہیں پرانے قلعے کے کھنڈروں میں دفن سونے کا خزانہ مل گیا ہے اور اب وہ اسے چرا کر لے جا رہے ہیں لیکن اگر انہوں نے خزانہ چرایا ہوتا تو یہ اسے لے کر سمندر کی طرف جا رہے ہوتے۔ مگر یہ تو سمندر کی طرف سے سونا لا رہے ہیں اور جنگل کی طرف جا رہے ہیں۔ یہ کیا راز تھا؟ یہ لوگ کون تھے؟ عنبر کا دماغ اس معمّے کو حل کرنے میں لگا تھا اور چاروں آدمی سونے کا خزانہ لیے جنگل میں کافی دور نکل گئے تھے۔

عنبر نے سوچا کہ ان کا تعاقب کیا جائے اور معلوم کیا جائے کہ یہ لوگ اصل میں کون ہیں اور خزانہ لے کر کہاں جا رہے ہیں۔ عنبر نے کچھ فاصلہ چھوڑ کر ان چاروں پراسرار آدمیوں کا پیچھا کرنا شروع کر دیا۔ عنبر نے اب ایک اور

بات محسوس کی کہ ان لوگوں کو کھائیوں اور گڑھوں کو عبور کرتے ہوئے کوئی دقت نہیں ہو رہی تھی۔ سونے کی اینٹوں سے لدا ہوا تختہ گڑھوں کے اوپر سے یوں گذر جاتا تھا جیسے وہ گڑھے نہ ہوں بلکہ سڑک ہو۔ وہ آپس میں کوئی بات بھی نہیں کر رہے تھے۔ اب وہ ایک ایسی جگہ پہنچ گئے جہاں سے دوسری بار سمندر کا پانی کنارے کو کاٹ کر اندر داخل ہو رہا تھا۔ عنبر چونکہ اندھیرے میں بھی دیکھنے کی طاقت رکھتا تھا اس لئے دیکھا کہ وہاں ایک سُرخ چٹان کھڑی تھی۔ اس چٹان کو عنبر نے غور سے دیکھا تو اس کی شکل ایک عورت سے ملتی جلتی تھی۔ بڑا سا ناک بھاری پھیلے ہوئے ہونٹ بڑی بڑی آنکھیں اور نیچے کو نکلی ہوئی ٹھوڑی۔ اچانک عنبر کو یاد آ گیا کہ کپتان نے کہا تھا کتاب میں خزانے کی یہ نشانی بھی لکھی ہوئی ہے کہ جہاں سے سمندر کا پانی کنارا کاٹ کر اندر داخل ہوتا ہے وہاں ایک سرخ چٹان کھڑی ہے جس کی شکل ایک عورت سے ملتی جلتی ہے۔

عنبر جس معمّے کو حل کرنے کی کوشش کر رہا تھا اور زیادہ گہرا اور پیچیدہ ہوتا جا رہا تھا۔ اس نے چاروں پراسرار آدمیوں کا تعاقب جاری رکھا۔ اب وہ سرخ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چٹان کے پیچھے آ گئے تھے۔ یہاں عنبر کو پہلی بار ایک پرانے قلعے کے کھنڈر دکھائی دیئے۔ چھتیں ڈھے چکی تھیں دیواریں گری ہوئی تھیں۔ ستون ٹوٹ کر آدھے سے زیادہ زمین میں دھنسے ہوئے تھے۔ پتھر کی بڑی بڑی سلیں الٹی سیدھی پڑی تھیں اور ان پر جنگلی بیلیں چڑھی ہوئی تھیں عنبر حیران تھا کہ یہ لوگ یہاں کیا کرنے آئے ہیں۔ ایک خیال عنبر کے ذہن میں بھی بجلی کی طرح کوندا تھا۔ اب وہ یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ اس کا خیال درست ہے کہ غلط!

چاروں آدمی اس تختے کے اردگرد کھڑے ہوگئے جس پر سونے کی اینٹیں لدی ہوئی تھیں۔ وہ ایک دوسرے سے ایک ایک ہاتھ کے فاصلے پر کھڑے تھے۔ انہوں نے بازو پھیلا دیئے اور چہرے آسمان کی طرف اٹھائے۔ عنبر اندھیرے میں انہیں غور سے دیکھ رہا تھا۔ وہ ایک پتھر کی آڑ میں کھڑا تھا اور چاروں آدمی اسے اچھی طرح دکھائی دے رہے تھے۔ انہوں نے کچھ دیر بازو ہوا میں پھیلائے رکھے اور چہرے آسمان کی طرف اٹھائے رکھے پھر باری باری چاروں نے سونے کی اینٹوں کو جھک کر غور سے دیکھا۔ ایک آدمی نے سونے کی اینٹوں پر سے کپڑا اٹھا دیا۔ رات کے اندھیرے میں سونا چمکنے لگا۔ انہوں نے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑا اور سونے کی اینٹوں کے گرد چکر لگانا شروع کر دیئے۔

پھر ایسا ہوا کہ چکر لگاتے لگاتے پہلے ایک آدمی غائب ہوا پھر دوسرا غائب ہوا۔ اس کے بعد تیسرا اور آخر میں چوتھا آدمی بھی غائب ہو گیا۔ عنبر آنکھیں کھولے یہ پراسرار تماشہ دیکھ رہا تھا۔ اتنے میں سونے کی اینٹوں کا رنگ سیاہ پڑنے لگا۔ دیکھتے دیکھتے ساری اینٹیں سیاہ ہوگئیں اور پھر وہ بھی غائب ہو گئیں۔ جنگل میں سوائے گہری خاموشی کے اور کچھ نہ تھا۔ عنبر پتھر کی آڑ سے نکل کر اس جگہ گیا جہاں ابھی چاروں آدمی کھڑے تھے اور غائب ہو گئے تھے۔ وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہاں کچھ بھی نہیں تھا۔ نہ سونے کی اینٹیں تھیں۔ نہ وہ کپڑا تھا جو انہوں نے سونے کے ڈھیر سے اٹھا کر پرے پھینکا تھا اور نہ وہ لکڑی کا تختہ تھا جس پر وہ سونے کی اینٹیں لاد کر لائے تھے۔ اب وہاں صرف سیاہ پتھروں کی بڑی بڑی الٹی سیدھی سلیں پڑی تھیں جن پر ہزاروں سال کی کائی اور زنگ جما ہوا تھا۔

عنبر نے غور سے جھک کر زمین کو دیکھا۔ زمین پر تختے کے گھسٹنے کا بھی کوئی نشان نہیں تھا۔ عنبر اسی راستے سے چل کر واپس آیا۔ جس راستے سے وہ چاروں پراسرار آدمی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سونے کی اینٹوں سے لدے ہوئے بھاری تختے کو کھینچ کر لائے تھے وہاں کہیں بھی تختے کے گھسٹنے کا نشان نہیں تھا۔ عنبر خلیج کے کنارے آ گیا۔ اس نے ارد گرد کی ساری جھاڑیاں چھان ماریں۔ کسی جگہ بھی وہ کشتی دکھائی نہ دی جو عنبر کے خیال کے مطابق ان لوگوں نے وہاں چھپا دی تھی اور جس پر بیٹھ کر وہ سونا لے کر وہاں آئے تھے عنبر کے ذہن میں جو خیال بجلی کی طرح کوندا تھا وہ سچ ثابت ہوا تھا۔ یہ چار آدمی اصل میں ان چار انسانوں کی روحیں تھیں جو چار ہزار سال پہلے جب بحرالکاہل کا شہر سمندر میں غرق ہو گیا تھا تو زندہ بچ گئے تھے اور ایک کشتی پر سونے کی اینٹیں لادے شہر کو لوٹ رہے تھے۔ جب شہر مٹ گیا اور سمندر میں غرق ہو گیا تو یہ چاروں آدمی سونے کا انبار لے کر کشتی میں سوار اس جگہ پر آ کر اترے تھے۔ انہوں نے یہاں ایک قلعہ بنایا تھا اور اس قلعے میں رہنے لگے اور پھر خود بھی مٹ گئے اور ان کا سونا قلعے میں دفن ہو کر رہ گیا تھا۔ عنبر کے علم کے مطابق جو لوگ دنیا میں کسی فنا ہو جانے والی شے سے بہت زیادہ پیار کرتے ہیں تو پھر مرنے کے بعد ان کی روحیں دنیا میں اس شے کو دیکھنے واپس آیا کرتی ہیں چونکہ ان چاروں

آدمیوں کے پاس سونے کی بے پناہ دولت تھی اور اس دولت سے انہیں بے حد پیار تھا اور مرنے کے بعد وہ سونے کی اینٹوں کو ساتھ نہیں لے جا سکتے تھے اس لیے اب ان کی روحیں دنیا میں ہر سال اسی روز رات کے وقت آتی تھیں اور وہی ڈرامہ دہراتی تھیں کہ شہر غرق ہو گیا ہے اور وہ سونے کا انبار تختے پر رکھے اس مقام کی طرف جا رہی ہیں جہاں انہوں نے قلعہ بنا کر اپنے سونے کے خزانے کو دفن کیا تھا۔

یہ عبرت کا مقام تھا۔

عنبر نے بے چین روحوں کے حق میں خدا کے حضور دعا کی اور واپس جنگل میں اپنے پڑاؤ کی طرف چل پڑا۔ کپتان اور سادل حبشی ابھی تک گھوڑے بیچ کر سو رہے تھے۔ عنبر دیر تک لیٹا غور کرتا رہا۔ ایک طرح سے اس نے وہ جگہ دیکھ لی تھی جہاں سونے کی اینٹیں دفن تھیں۔ اسے یقین ہو گیا تھا کہ کپتان سونے کا خزانہ حاصل کرنے میں کامیاب تو ہو جائے گا۔ مگر اسے اپنے ساتھ نہ لے جا سکے گا۔ اس کا دل کہہ رہا تھا کہ کوئی خونیں حادثہ ہونے والا ہے۔

سورج نکل آیا۔ دن کی روشنی پھیل گئی۔ کپتان اٹھ بیٹھا سادل حبشی بھی گھوڑوں کو چارہ پانی ڈالنے لگا۔ تھوڑا بہت

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کھا پی کر جب یہ قافلہ پھر اپنے سفر پر روانہ ہونے لگا
تو عنبر نے کپتان سے کہا:

"رات میں نے خواب میں ایک جگہ دیکھی ہے
جہاں سمندر کا پانی کنارا کاٹ کر داخل ہو رہا ہے
اور وہاں پر ایک سرخ چٹان بھی ہے جس پر
عورت کی شکل بنی ہوئی ہے:"

کپتان چونک پڑا:

"کیا تم اس جگہ کو پہچان سکتے ہو؟"

"ہاں۔ میرا خیال ہے میں وہ جگہ پہچان لوں گا:"

کپتان نے کہا:

"تو پھر چلو۔ میں تمہارے پیچھے پیچھے چلوں گا:"

ساول حبشی کے بھی کان کھڑے ہو گئے۔ خزانہ ملنے کی
امید پیدا ہو گئی تھی۔ کپتان بے حد خوش تھا۔ ساول حبشی
نے ہاتھ قمیض کے اندر ڈال کر اپنے خنجر کو ٹٹولا اور اسے
پیار کیا۔ عنبر کے لیے قلعے کے کھنڈروں کا راستہ تلاش
کرنا کوئی مشکل بات نہیں تھی۔ وہ تو رات کے پچھلے پہر ادھر
ہی سے ہو کر آیا تھا۔ وہ گھوڑے کو لے کر آگے چل دیا۔
کپتان اور ساول حبشی اس کے پیچھے پیچھے آ رہے تھے۔
دو تین گھاٹیوں اور کھائیوں سے گذر کر جب کپتان نے

سمندر کو دیکھا کہ ایک جگہ سے کنارا کاٹ کر اندر داخل ہو
رہا ہے تو اس کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا۔ اور پھر جب
اس کی نظر سرخ چٹان پر پڑی جس پر عورت کی شکل بنی
ہوئی تھی تو خوشی سے اس کی چیخ نکل گئی۔

"عنبر! میرے دوست! ہم خزانے پر پہنچ گئے ہیں
یہی وہ سرخ چٹان ہے جس کی نشانی زرد کتاب میں
دی گئی ہے۔ آؤ اب قلعے کے کھنڈر تلاش کرتے ہیں
تمہارا خواب بالکل سچا تھا:"

کپتان نے قلعے کے کھنڈر کیا تلاش کرنے تھے عنبر خود
انہیں قلعے کے پرانے تباہ شدہ کھنڈروں میں لے گیا یہ
وہ جگہ تھی جہاں رات کو چار آدمیوں کی روحیں سونے
کی ڈلیوں کا خزانہ لے کر آئی تھیں۔ اب وہاں سوائے جھاڑیوں
اور سوکھے پتوں اور زنگ لگے پرانے پتھروں گری پڑی
دیواروں اور ٹوٹے پھوٹے ستونوں کے اور کچھ نہیں تھا۔
کپتان انہیں دیکھ کر بے حد خوش ہو رہا تھا۔ وہ خزانے
کے مقام پر پہنچ گیا تھا۔ اس نے گھوڑے ایک جگہ بندھوائے
ساول حبشی سے کہا کہ کدال لے کر آ جائے اور عنبر سے کہنے لگا

"تم نے خواب میں وہ جگہ نہیں دیکھی جہاں خزانہ
دفن تھا؟"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر نے کہا:

"نہیں۔ اس وقت ہم جہاں کھڑے ہیں بس یہی جگہ میں نے دیکھی تھی۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی تھی۔"

کپتان بے تاب نظروں سے ادھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔ اس کی نگاہیں پتھروں کا سینہ چیر کر نیچے جاتی محسوس ہو رہی تھیں۔ اسے دولت کی بے پناہ ہوس تھی۔ اتنی ہوس انسان کو تباہ کر دیا کرتی ہے۔ یہ عنبر کا ہزاروں سالہ تجربہ تھا۔

کپتان نے عنبر سے پوچھا:

"تمہارے خیال میں خزانہ یہاں کس جگہ دفن کیا گیا ہوگا؟ یہاں سے ضرور کوئی راستہ نیچے جاتا ہوگا آؤ اسے تلاش کرتے ہیں۔"

وہ پتھروں کی بڑی بڑی آڑی ترچھی سلوں اور ٹوٹے پھوٹے ستونوں کے درمیان قلعے کے تہہ خانے کو جانے والا راستہ تلاش کرنے لگے۔ اچانک کپتان نے چیخ کر عنبر کو آواز دی:

"عنبر! یہ دیکھو۔ ادھر آؤ۔"

عنبر لپک کر اس کے پاس گیا۔ وہ زمین پر دوزانو ہو کر بیٹھا تھا اور دونوں ہاتھوں سے ایک جگہ سے مٹی اور چھوٹے چھوٹے پتھر پیچھے ہٹا رہا تھا۔ وہاں ایک سوراخ چوڑا ہوتا

جا رہا تھا۔

"یقیناً یہاں سے راستہ نیچے تہہ خانے کو جاتا ہوگا۔"

پھر اس نے ساول حبشی کو آواز دے کر کہا کہ کدال لاؤ اور یہاں سے زمین کھود دو۔ حبشی کدال لے کر آگیا اور اس نے پتھروں کو ہٹانا شروع کر دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد سچ مچ وہاں ایک زینہ نمودار ہو گیا جو نیچے جا رہا تھا۔ چار سیڑھیاں اترنے کے بعد آگے پتھر کی دیوار آگئی۔ کپتان نے دیوار پر زور سے پاؤں مارا۔ اندر سے کھوکھلی سی آواز گونجی

کپتان خوشی سے اچھل پڑا:

"آگے راستہ جاتا ہے۔ ہم تہہ خانے میں پہنچ گئے ہیں۔"

اس نے ساول حبشی سے کدال لے کر دیوار پر زور زور سے چلانی شروع کر دی۔ دیوار میں شگاف پڑنے لگا اور پھر وہ گر گئی۔ دیوار کے گرتے ہی اندر سے ٹھنڈی نم دار تیز بُو والی ہوا کا جھونکا تیزی سے باہر نکلا۔ صاف لگ رہا تھا کہ وہ جگہ ہزاروں سال سے بند تھی اور اب پہلی بار کھولی گئی ہے۔ کپتان نے ساول کے ہاتھ سے شمع لے کر جلائی اور سرنگ میں داخل ہو گیا۔ جانے کیوں عنبر اسے اندر جانے سے روکنا چاہتا تھا مگر وہ ایسا نہ کر سکا۔ شاید اس لیے کہ کپتان کی زندگی کے دن پورے ہو چکے تھے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر اس کے ساتھ ساتھ تھا۔ کپتان پھونک پھونک کر قدم رکھ رہا تھا۔ سرنگ زیادہ چوڑی نہیں تھی۔ مگر سیلن بہت تھی اور زمین میں پانی آ جانے سے دلدل سی بن گئی تھی۔ ساول حبشی کو انہوں نے باہر ہی چھوڑ دیا تھا تا کہ وہ گھوڑوں اور دوسرے سامان کی حفاظت کرے۔ ساول کو اپنے آقا یہودی کاہن کا حکم یاد تھا اور وہ خنجر کو سنبھال کر رکھے ہوئے تھا۔

سرنگ میں آگے جا کر پھر پتھر کی دو چار سیڑھیاں آ گئیں۔ ان سیڑھیوں سے اترے تو سرنگ بند ہو گئی۔ کپتان نے شمع عنبر کے ہاتھ میں دے کر دیواروں کو ٹٹولنا شروع کر دیا۔

"یہاں کوئی دروازہ ضرور ہو گا۔ تم خزانے کے سانپ کو بے ہوش کرنے والی بوٹی ساتھ لائے ہو ناں؟"

"ہاں۔ وہ میری جیب میں ہے۔" عنبر نے کہا۔

کپتان بولا:

"بس ہم خزانے کے سر پر کھڑے ہیں۔ یہاں خزانے کی کوٹھڑی کا دروازہ ہے۔ میرا دل کہہ رہا ہے۔"

کپتان نے دیوار کو ٹٹولتے ٹٹولتے ایک جگہ اینٹ پر ہاتھ رکھا اور اسے باہر کھینچنے کی کوشش کرنے لگا۔

عنبر نے کہا:

"کدال کیوں نہیں چلاتے؟"

"ہاں ــــ یہ تو میں بھول ہی گیا تھا۔ ہمارے پاس تو کدال بھی ہے۔"

دولت نے ابھی سے اس کے دماغ پر اثر کرنا شروع کر دیا تھا اور اس کی یادداشت خراب ہو رہی تھی۔ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔ عنبر نے سوچا۔ کپتان وحشیوں کی طرح دیوار پر کدال چلانے لگا۔ صرف ایک اینٹ اکھاڑنے کی ضرورت تھی مگر کپتان نے آدھی دیوار ڈھا دی۔ اندر ایک کوٹھڑی تھی۔ روشنی میں کوٹھڑی کے اندر درمیان میں ایک ڈھیر سا بہت بڑی قبر کی طرح ابھرا ہوا نظر آیا۔ کپتان اندر جانے لگا تو عنبر نے اسے روک دیا۔

"ہو سکتا ہے یہاں سانپ ہو۔"

کپتان وہیں رک گیا۔ عنبر کا تو سانپ کچھ نہیں بگاڑ سکتا تھا مگر کپتان کو ڈس دیتا اور وہ مر جاتا۔ اس لیے عنبر نے سانپ کو بے ہوش کرنے والی بوٹی کا سفوف جیب سے نکالا اور کوٹھڑی میں داخل ہو گیا۔ خزانے کے سانپ کو بے ہوش کرنے سے پہلے وہ اس سے ناگ کے بارے میں پوچھنا چاہتا تھا کہ وہ کہاں ہے؟

عنبر نے کوٹھڑی کے درمیان لگے ہوئے ڈھیر کو دیکھا۔ اس پر اسی طرح کا سفید کپڑا پڑا تھا۔ جیسا کہ اس نے رات

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

چار روحوں کے پاس دیکھا تھا۔ عنبر نے کپڑا کھینچ کر پرے پھینکا تو سونے کی اینٹوں کی آنکھوں کو چکا چوند کر دینے والی چمک کے ساتھ ہی سانپ کی خون خشک کر دینے والی پھنکار سنائی دی۔ کپتان سونے کی اینٹوں کے ڈھیر کو دیکھ کر جیسے پاگل سا ہو رہا تھا۔ اس نے سانپ کی پھنکار سنی ہی نہیں تھی۔ وہ سونے کے ڈھیر کو دیکھ کر مست ہو گیا تھا اور بار بار کہہ رہا تھا:

"عنبر خزانہ مل گیا۔ سونے کا خزانہ۔ عنبر! عنبر! میرے دوست خزانہ، سونا، خزانہ...."

پھر کپتان نے شمع کی روشنی میں ایک بازو جتنے موٹے اور کوئی دس فٹ لمبے سیاہ سانپ کو دیکھا جس کا پھن اوپر کو اٹھا تھا اور پھن پر نارنجی اور سرخ دھاریاں تھیں۔ سانپ بار بار زبان نکال کر پھنکار رہا تھا۔

کپتان نے چلا کر کہا:

"عنبر! خبردار سانپ ۔ خزانے کا سانپ! سوت پھینک کر بے ہوش کر دو اسے۔ اسے ہلاک کر دو۔ اسے مار ڈالو۔"

عنبر نے بلند آواز میں کپتان سے کہا:

"پاگل مت بنو۔ ہوش سے کام لو۔ خبردار جو تم نے اب کوئی آواز نکالی۔"

سانپ عنبر کو دیکھ رہا تھا اور عنبر نے سانپ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال رکھی تھیں۔ خزانے کے سانپ نے عنبر کے جسم میں سے ناگ دیوتا کی خوشبو نکلتی سونگھ لی تھی۔ وہ پھن اٹھائے اب عقیدت کے ساتھ عنبر کے سامنے جھوم رہا تھا۔ عنبر نے بہت ہی کوشش کر کے ناگ کے بتاتے ہوئے الفاظ اور اشاروں میں سانپ سے پوچھا کہ کیا وہ کچھ بتا سکتا ہے کہ عظیم ناگ دیوتا اس وقت کہاں ہو گا؟

خزانے کے سانپ نے بڑے ادب سے اپنا پھن تین بار جھکایا اور کہا:

"عظیم ناگ دیوتا کے بارے میں دنیا کا کوئی سانپ یہ پتہ کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا کہ وہ کہاں ہے اور کیا کر رہا ہے۔ یہ ایک ایسی گستاخی ہو گی کہ جس کی سزا سوائے موت کے اور کچھ نہیں۔ ویسے بھی کسی سانپ میں اتنی طاقت نہیں ہے کہ وہ عظیم ناگ دیوتا کے بارے میں معلوم کر سکے کہ وہ کہاں پر ہے۔ کس مقام پر ہے اور کیا کر رہا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ میں آپ کی کوئی خدمت نہیں کر سکتا۔ ہاں! یہ خزانہ آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں اسے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

قبول کیجیے:"

اور خزانے کے سانپ نے عظیم ناگ دیوتا کے دوست عنبر کی تعظیم کرنے کے لیے اپنا پھن اس کی طرف جھکایا جونہی سانپ نے اپنا پھن عنبر کی طرف آگے کو کیا ایک چاقو زن کی آواز کے ساتھ آیا اور سانپ کی گردن میں پیوست ہو گیا۔ سانپ لڑکھڑا کر گرا اور تڑپنے لگا۔ یہ چاقو کپتان نے اس پر پھینکا تھا۔ وہ یہ سمجھا کر سانپ عنبر پر حملہ کرنے والا ہے۔

عنبر نے غصّے میں پلٹ کر کپتان کی طرف دیکھا:

"یہ تم نے کیا کر دیا کم بخت!"

کپتان نے کہا:

"عنبر! اگر میں چاقو کے وار سے اس کا کام تمام نہ کرتا تو یہ تمہیں ڈس کر ہلاک کر دیتا۔ وہ تم پر حملہ کر رہا تھا۔ تمہیں تو میرا شکر گزار ہونا چاہیے کہ میں نے تمہاری جان بچائی۔ الٹا تم مجھ پر ناراض ہو رہے ہو۔ کیا یہ سانپ تمہارا پالتو تھا جو تم مجھ پر ناراض ہو؟"

عنبر خاموش ہو گیا۔ اب وہ دولت کے پجاری اور سونے کے لالچی کپتان کو کیا بتاتا کہ وہ سانپ کس لیے اس کی طرف جھکا تھا اور وہ اس سے کیا باتیں کر رہا تھا۔ اس نے بات

بڑھاتے ہوئے کہا:

"میرا مطلب یہ تھا کہ میں تو سفوف چھڑک کر اسے بے ہوش کرنے ہی لگا تھا۔ تمہیں چاقو سے حملہ کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ اور پھر خزانے کے سانپ کو ہلاک کرنا کوئی اچھا شگون نہیں ہوتا۔"

کپتان نے کوٹھڑی میں چھلانگ لگا دی۔ وہ سونے کی اینٹیں دیکھ کر دیوانہ ہو رہا تھا۔ اس نے ایک قہقہہ لگایا اور زخمی سانپ کی سری کو پاؤں سے کچل کر بولا:

"میں دنیا کا سب سے امیر انسان ہوں۔ اب میں اپنے سمندری جہاز خرید سکوں گا۔"

وہ سونے کی اینٹوں کو اٹھا اٹھا کر اپنی جھولی میں ڈالنے لگا عنبر اسے خاموشی سے دیکھ رہا تھا۔

اس نے کہا:

"تمہاری جھولی سونے کی ان بھاری اینٹوں سے پھٹ جائے گی۔ ہمیں ایک گھوڑا اندر سرنگ میں لا کر یہ خزانہ باہر لے جانا ہوگا۔ میں ساول حبشی کو بلاتا ہوں۔"

کپتان دولت کے آتے ہی کمینہ بن گیا تھا۔ شمع کی روشنی میں اس کا چہرہ شیطان کا چہرہ لگ رہا تھا۔ کہنے لگا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"کیوں نہ ہم ساول کا کام تمام کر دیں، ہمیں مکار یہودی کاہن کو اس کا حصہ کیوں دیں۔ ساری مصیبت تو ہم نے جھیلی ہے۔ ہم خزانہ آپس میں بانٹ لیں گے۔"

عنبر نے مسکراتے ہوئے کہا:

"اور کیوں نہ تم مجھے بھی قتل کر دو تا کہ سارا خزانہ تمہیں مل جائے۔"

کپتان نے ہنستے ہوئے کہا:

"بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ تم تو میرے دوست ہو۔"

عنبر نے کہا:

"جو شخص دولت کے لالچ میں اپنے دوست کے دوست کو قتل کرنے کے بارے میں سوچ سکتا ہے وہ مجھے بھی قتل کر سکتا ہے۔"

کپتان نے کہا:

"چلو ٹھیک ہے یار! اس مکار یہودی کو ایک حصہ دے دیں گے۔ اچھا۔ تم یہاں ٹھہرو میں گھوڑا لے کر آتا ہوں۔"

عنبر کوٹھڑی میں رہا اور کپتان مرے ہوئے سانپ کے پاس بڑا چاقو اٹھا کر باہر نکل گیا۔ عنبر نے اسے چاقو اٹھاتے ہوئے

نہیں دیکھا تھا۔ اس وقت عنبر نے مظلوم سانپ کی یاد میں آنکھیں بند کر رکھی تھیں۔

کپتان سرنگ کے دہانے پر جا کر رُک گیا اور تھوڑا سا سر باہر نکال کر دیکھنے لگا۔ وہ کچھ اور ہی ارادہ لے کر چلا تھا۔ اس نے دیکھا کہ ساول حبشی گھوڑوں کے پاس زمین پر بیٹھا ایک پتھر پر اپنے خنجر کو رگڑ کر تیز کر رہا تھا۔ کپتان کا نشانہ بہت اچھا تھا۔ سمندری سفر میں اس نے کتنے ہی بحری ڈاکوؤں کو اپنے خنجر اور چاقو کا نشانہ بنایا تھا۔ اس کا وار کبھی خطا نہیں جاتا تھا۔ اس وقت ساول حبشی بڑا اچھا نشانہ بن کر بیٹھا ہوا تھا۔ کپتان کو کوئی خاص مہارت نہیں دکھانی پڑی۔ اس کی پیٹھ کپتان کی طرف تھی۔ کپتان نے اپنا ہاتھ سر کے پیچھے لے جا کر پوری طاقت سے چاقو پھینکا چاقو سیدھا جا کر ساول حبشی کی کمر میں کھب گیا اور اس کی نوک اس کے دل سے پار ہو گئی۔ ایک ہلکی سی آہ اس کے منہ سے نکلی اور خنجر اس کے ہاتھ سے گر پڑا۔ اس نے اُٹھنے کی کوشش کی کہ دیکھے اسے کس نے قتل کیا ہے مگر پیچھے گھومتے گھومتے وہ لڑکھڑا کر پتھروں پر گرا۔ اور ٹھنڈا ہو گیا۔

کپتان سرنگ میں سے نکل کر اس کے پاس آیا چاقو

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس کی کمر سے نکال کر جیب میں رکھا اور گھوڑے کی باگ تھام کر اسے کھینچتا ہوا سرنگ میں اتار کر لے گیا۔ گھوڑا اندھیرے میں جاتے ہوئے گھبرا رہا تھا مگر کپتان اسے زبردستی کھینچے لیے جا رہا تھا۔ وہ اسے خزانے والی کوٹھڑی کے پاس لے گیا۔ عنبر خزانے کے پاس خاموش بیٹھا تھا۔ کپتان نے اسے آتے ہی کہا:

"چاہے تم پسند کرو یا نہ کرو۔ میں نے سادل حبشی کا کام تمام کر دیا ہے۔ اب ہم اس خزانے کو آدھوں آدھ بانٹیں گے۔"

عنبر نے کوئی جواب نہ دیا۔ اسے معلوم تھا کہ یہ لالچی کپتان اسے قتل کر کے ہی رہے گا۔ اب عنبر کو یقین تھا کہ کپتان اسے بھی ہلاک کرنے کی کوشش کرے گا اور اگر کپتان نے ایسی کوشش کی تو وہ دن کپتان کی زندگی کا آخری دن ہو گا۔ عنبر خزانے کے سانپ سے ناگ کے بارے میں معلومات حاصل کرنے میں ناکام رہا تھا۔ اسے ماریا کے بارے میں بھی کچھ علم نہیں تھا کہ وہ کہاں ہے چنانچہ اب وہ ملک روم کے جنگلوں سے نکل کر افریقہ اور ہندوستان کی طرف جانا چاہتا تھا۔ اسے امید تھی کہ ان علاقوں میں اسے ماریا اور ناگ کے بارے میں کوئی نہ کوئی سراغ

مل جائے گا۔ عنبر کو بھلا کپتان کے خزانے سے کیا دلچسپی ہو سکتی تھی۔ اس قسم کے بلکہ اس سے زیادہ قیمتی خزانے وہ اپنے ہاتھوں سے دوسروں کو دے بیٹھا تھا۔ کپتان نے اس خزانے کی خاطر سادل حبشی کو قتل کر دیا تھا۔ اگر کپتان اسے قتل نہ کرتا تو وہ کپتان کو قتل کر دیتا۔ یہ دونوں ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے تھے۔

عنبر نے کہا:

"ہاں ٹھیک ہے۔ ہم آدھوں آدھ خزانہ بانٹ لیں گے مگر اب جتنی جلدی ہو سکے یہاں سے نکل چلو۔"

"ٹھیک ہے۔ یہ سونا گھوڑے پر لادنے میں میرا ہاتھ بٹاؤ۔"

عنبر کپتان کے ساتھ مل کر سونے کی اینٹیں کپڑے میں بھرنے لگا۔

جب وہ قلعے کے پرانے کھنڈرات کی سرنگ میں سے باہر نکلے تو گھوڑے پر سونے کا خزانہ لدا ہوا تھا۔ کپتان کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔ مگر اس خوشی میں گھبراہٹ بھی ملی ہوئی تھی۔ پریشانی اور خوف بھی ملا ہوا تھا۔ اس بات کا خوف کہ کہیں کوئی اس کی دولت چھین کر نہ لے جائے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اس شخص کو جس نے لوگوں کا حق مار کر یا کوڑی کوڑی جوڑ کر کے دولت جمع کی ہو یہی خوف راتوں کو سونے نہیں دیتا کہ کہیں اس کی دولت چور لوٹ کر نہ لے جائیں۔ پیارے دوستو! یہی حالت اب کپتان کی ہو گئی تھی۔ وہ چھوٹی چھوٹی آنکھوں سے بار بار چاروں طرف دیکھتا تھا۔ ذرا سی آہٹ پر چونک پڑتا تھا۔ اس کے مقابلے میں عمر بڑا پُرسکون اور مطمئن تھا۔ کیوں کہ اس کے سامنے دولت کی کوئی وقعت نہیں تھی۔ جو دولت انسان کے دل کا سکون چھین لے اور راتوں کی نیند حرام کر دے اور انسان کے ہاتھوں قتل ایسا جرم کرائے اس سے تو انسان غریب ہی اچھا کم از کم انسان چین کی نیند تو سوتا ہے اور دل کو سکون تو ہوتا ہے۔

سادل حبشی کی لاش پتھروں پہ پڑی تھی اور اس پہ چیونٹیاں رینگ رہی تھیں۔ جس خنجر کو وہ تیز کر رہا تھا اس کے سامنے پڑا تھا۔

کپتان نے خنجر کی طرف اشارہ کر کے کہا:

"اگر میں اسے قتل نہ کرتا تو یہ مجھے اس خنجر سے قتل کرنے کی تیاریاں کر رہا تھا۔ بلکہ یقین کرو یہ ہم دونوں کو قتل کر کے خود سارا سونا لے کر

رفوچکر ہو جاتا۔ اس بدبخت مکار یہودی کاہن نے اسے اسی غرض کے لیے ہمارے ساتھ بھیجا تھا۔ میں اس کمینے کو خوب جانتا ہوں۔"

○

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سمندر میں موت کا سفر

خزانہ لے کر انہوں نے جنگل میں اپنا واپسی کا سفر شروع کر دیا۔

کپتان کا خیال تھا کہ وہ سمندر کے راستے خزانہ ساتھ لے کر ملک مصر کی بندرگاہ سکندریہ چلا جائے اور خشکی کے راستے اتنا لمبا اور خطرناک سفر اختیار نہ کرے۔ کیوں کہ راستے میں ڈاکہ پڑ جانے کا خطرہ تھا۔ مگر ان کے پاس کوئی کشتی وغیرہ نہیں تھی جس میں سوار ہو کر وہ سمندر کا سفر کر سکیں۔ اصل میں کپتان یہودی کاہون سے بھی بچ کر نکل جانا چاہتا تھا تا کہ وہ خزانے میں سے اپنا حصّہ طلب نہ کرے۔

"میرا خیال ہے ہمیں یہاں کسی کشتی کا بندوبست کرنا چاہیے۔" کپتان نے عنبر سے کہا۔

وہ ایک جگہ خلیج کے کنارے درختوں کے پاس آ کر رک گئے۔ سونے کی اینٹیں ایک گھوڑے پر لدی ہوئی

رہی تھیں۔ کپتان نے اس کشتی کی خاطر دونوں مچھیروں کو قتل کر دیا تھا

"جلدی جلدی کشتی پر سارا سونا رکھ دو۔ ہمیں یہاں سے اب نکل جانا چاہیے۔ ہو سکتا ہے ان مچھیروں کے ساتھی ادھر آ نکلیں۔"

عنبر نے کہا:

"مگر تم نے انہیں قتل کیوں کر دیا۔ تم انہیں سونے کی ایک اینٹ دے کر کشتی خرید سکتے تھے۔"

کپتان قہقہہ لگا کر بولا،

"پاگل ہو گئے ہو کیا؟ میں انہیں سونے کی اینٹ دیتا تو خزانے کا راز فاش ہو جاتا۔"

انہوں نے جلدی جلدی سارا سونا کشتی میں چھپا کر رکھ دیا۔ گھوڑوں کو جنگل میں چھوڑا۔ خوراک اور پانی کشتی میں رکھا اور کشتی کے چپو چلاتے کھلے سمندر کی طرف لے آئے کپتان ان تمام سمندری راستوں سے واقف تھا۔ وہ کشتی کو سمندر کی ایک ایسی موج پر لے آیا جو بڑی تیز رفتار تھی اور جس پر سوار ہو کر انہیں چپو چلانے کی ضرورت نہیں تھی۔ کشتی شمال مشرق کی جانب بہنے لگی۔ سکندریہ کی بندرگاہ بھی ادھر کو ہی تھی۔

خزانے کے ساتھ سمندر میں انہیں پہلی رات آ گئی۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہوئی تھیں اور دوسرے دو گھوڑوں پر وہ خود سوار تھے۔ ایک گھوڑے پر کھانے پینے کی خشک چیزیں اور پانی کا تھوڑا بہت ذخیرہ پڑا تھا۔

عنبر نے کہا:

"یہاں کسی کشتی کا بندوبست کہاں سے ہوگا۔ مجھے تو یہاں دور دور تک کوئی کشتی نظر نہیں آتی۔"

کپتان مسکرایا:

"میں ان سمندروں میں بہت پھرتا رہا ہوں۔ میں جانتا ہوں یہاں مچھیرے مچھلیاں پکڑنے آیا کرتے ہیں۔ تم یہاں ٹھہرو میں ذرا آگے دیکھ کر آتا ہوں۔"

کپتان گھوڑا دوڑا کر سمندر کے کنارے کنارے درختوں کے موڑ کے پیچھے چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ گھوڑا دوڑاتے ہوئے واپس آیا۔ وہ مسکرا رہا تھا۔

"آؤ دوست! کشتی کا انتظام ہو گیا ہے۔"

عنبر حیران ہوا کہ اتنی جلدی کشتی کہاں سے مل گئی۔ وہ آگے بڑھا۔ درختوں کا موڑ گھوما تو دیکھا کہ سمندر کے کنارے ایک کافی بڑی کشتی کھڑی ہے۔ جب عنبر قریب گیا تو اسے معلوم ہو گیا کہ کپتان نے کشتی کیسے حاصل کی تھی۔ کشتی کے پاس ہی سمندر میں دو مچھیروں کی خون آلود

عنبر نے محسوس کر لیا تھا کہ کپتان کی آنکھیں کچھ بدلی بدلی سی ہیں۔ کسی وقت وہ عنبر کو بڑے غور سے گھور کر دیکھتا تھا۔

عنبر نے یونہی کپتان کی نیت دیکھنے کے لیے کہا:

"میرا خیال ہے ہمیں خزانے میں سے اپنا اپنا حصہ الگ کر لینا چاہیے۔"

کپتان کچھ پریشان سا ہو کر بولا:

"اتنی جلدی کیا ہے دوست! سکندریہ پہنچ کر اپنا اپنا حصہ بانٹ لیں گے۔"

کپتان کی نیت میں فتور پہلے ہی سے آچکا تھا۔ اب وہ عنبر کو قتل کرنے کے موقع کی تلاش میں تھا۔ عنبر بے فکر تھا۔ وہ جانتا تھا کہ کپتان اسے قتل نہیں کر سکے گا۔ رات کا اندھیرا سمندر پر چھا گیا۔ کشتی تیز رفتار موجوں پر سوار اپنی منزل کی طرف بہی چلی جا رہی تھی۔ کپتان سونے کے ڈھیر سے ٹیک لگائے سو رہا تھا۔ اصل میں وہ جاگ رہا تھا اور اس انتظار میں تھا کہ عنبر سو جائے اور وہ اسے قتل کر کے لاش سمندر میں پھینک کر سارے سونے کا خود مالک بن جائے۔ اس نے قمیص کے اندر وہی چاقو چھپا رکھا تھا جس سے وہ نہ جانے کتنے آدمیوں کا خون کر چکا تھا۔

عنبر کپتان کو خود یہ موقع دینا چاہتا تھا۔

اس نے آنکھیں بند کر لیں اور ہلکے ہلکے خراٹے لینے لگا۔ کپتان کے لیے یہ سنہری موقع تھا اور وہ اسی موقع کا انتظار کر رہا تھا۔ وہ آہستہ سے اٹھا۔ چاقو نکال کر کھولا اور دبے پاؤں چلتا عنبر کے پاس آگیا۔ اس نے جھک کر عنبر کو دیکھا۔ عنبر خراٹے لے رہا تھا۔ کپتان مسکرایا۔ اس نے ایک نظر سونے کے ڈھیر پر ڈالی۔ ایک نظر سے سوئے ہوئے عنبر کو دیکھا۔ اس کے اور سونے کے ڈھیر کے راستے میں عنبر حائل تھا۔ بس یہی ایک آخری رکاوٹ رہ گئی تھی۔ اس رکاوٹ کو دور کرنے کے لیے کپتان اس سنہری موقع سے پورا فائدہ اٹھانا چاہتا تھا۔ اس نے چاقو والا بازو اوپر اٹھایا اور عنبر کے دل کا نشانہ لے کر چاقو کا بھرپور وار کر دیا۔

مگر ایک عجیب بات ہوئی۔ چاقو عنبر کے سینے سے ٹکرا کر یوں اچھل کر پرے گر پڑا جیسے کسی پتھر سے ٹکرا گیا ہو۔ کپتان پریشان ہو کر پیچھے ہٹ گیا۔ عنبر نے ایک اور چالاکی کی۔ وہ اسی طرح خراٹے لیتا رہا۔ جیسے گہری نیند سو رہا ہو۔ کپتان نے جلدی سے چاقو پکڑا اور اب عنبر کی گردن پر یوں پھیرنے لگا جیسے قصائی بکرے کو ذبح کرتے ہیں۔

چاقو عنبر کی گردن پر پھر رہا تھا مگر اس کی گردن پر ہلکی سی خراش بھی نہیں آ رہی تھی۔ کپتان نے پوری طاقت سے چاقو

کا ایک اور وار عنبر کے سینے پر کیا مگر چاقو اس کے پیٹ میں جانے کی بجائے ٹوٹ گیا۔ عنبر نے آنکھیں کھول دیں اور لیٹے ہی لیٹے کپتان کی طرف دیکھ کر کہا:

"تم اگر ساری زندگی لگے رہو تو مجھے قتل نہ کر سکو گے۔"

کپتان اچھل کر پرے ہٹ گیا۔ ایسا منظر اس نے پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ یہ اس کی زندگی کا پہلا حیران کر دینے والا تجربہ تھا۔ اس نے ایک ہی وار سے انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا تھا اور یہاں ایک آدمی پر اس نے کتنے ہی وار کیے تھے مگر اس پر ذرا سا بھی اثر نہیں ہوا تھا۔

عنبر اٹھ کر بیٹھ گیا۔ کشتی سمندر کی لہروں پر ہلکے ہلکے ہچکولے کھاتی ہوئی جا رہی تھی۔ آسمان پر ستارے چمک رہے تھے۔ کپتان کا چہرہ ستاروں کی روشنی میں خوف کی وجہ سے زرد دکھائی دے رہا تھا۔ چاقو ابھی تک اس کے ہاتھ میں تھا۔

عنبر نے ہاتھ بڑھا کر کہا:

"یہ چاقو مجھے دے دو۔"

کپتان نے کہا:

"تم کون ہو؟"

عنبر مسکرایا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"یہ تمہیں بہت پہلے معلوم ہو جاتا۔ مگر میں نے تم پر اپنا آپ ظاہر نہیں کیا۔ اب اس کا تم نے خود ہی تجربہ کر لیا ہے۔ پھر بھی میں تمہیں یہ نہیں بتاؤں گا کہ میں کون ہوں۔ کیوں کہ تم ایک لالچی اور گھٹیا آدمی ہو۔"

کپتان ایک تجربہ کار آدمی تھا۔ سمجھ گیا کہ اس شخص عنبر کے پاس ضرور کسی قسم کا کوئی بڑا ہی طاقت ور جادو ہے جس کی مدد سے اس پر تلوار چھری یا چاقوں کا کوئی اثر نہیں ہوتا اور وہ اگر چاہے تو کپتان کو بھی نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اس لیے وہ مکاری سے کام لیتے ہوئے بولا:

"مجھے معاف کر دو دوست! میرے دل میں لالچ آ گیا تھا۔ آخر انسان ہوں۔ انسانوں میں کمزوریاں بھی ہوتی ہیں۔ وعدہ کرتا ہوں۔ آئندہ ایسا کبھی نہیں کروں گا۔"

عنبر نے کہا:

"آئندہ ایسا کرنے کے لیے شاید تم زندہ نہ رہ سکو۔"

کپتان نے ہاتھ باندھ لیے:

"خدا کے لیے مجھے قتل نہ کرنا۔ میں تمہارا دوست ہوں۔ میں معافی مانگتا ہوں تم سے۔"

عنبر بولا:

"تمہیں قتل کرنے کی مجھے کیا ضرورت ہے لیکن تجربے نے مجھے بتایا ہے کہ ایسا لالچی آدمی جو دولت کے لیے دوسروں کی جان لیتا ہے خود بھی اسی طرح ہلاک ہو جاتا ہے۔"

کپتان اس دانائی کو نہ سمجھ سکا جو عنبر کے اس فقرے میں چھپی ہوئی تھی۔ وہ صرف اتنا ہی سمجھا کہ عنبر اسے قتل نہیں کرے گا اور اس نے اسے معاف کر دیا ہے۔

وہ خوش ہو کر بولا:

"آؤ اب دولت کو ہم آدھوں آدھ بانٹ لیتے ہیں۔"

عنبر نے کہا:

"مجھے تمہاری دولت کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ تم یہ سارا خزانہ اپنے پاس رکھ سکتے ہو۔ میں اپنا حصہ بھی تمہیں دیتا ہوں۔"

کپتان کی تو خوشی سے باچھیں کھل گئیں۔ ایک دم سے آگے بڑھ کر عنبر کے ہاتھ چوم لیے اور بولا:

"تم بڑے عظیم انسان ہو دوست! میں تمہیں پہلے نہیں سمجھ سکا تھا۔ اب سمجھ گیا ہوں۔ میں تمہاری قدر کرتا ہوں۔"

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

عنبر نے مسکرا کر کہا:

"تم اب بھی مجھے نہیں سمجھے۔ چپکے سے جا کر اپنے سونے کے ڈھیر کے ساتھ ٹیک لگا کر سو جاؤ۔ اگر تمہیں نیند آ جائے تو۔"

کپتان شرمندہ سا ہو کر پیچھے ہٹ گیا اور سونے کی اینٹوں کے ڈھیر کے ساتھ ٹیک لگا کر سونے کی کوشش کرنے لگا۔ اسے سونے کے پاس لیٹ کر بھی سونا نصیب نہیں ہو رہا تھا۔ اس سے بڑھ کر اور کیا ستم کی بات ہو سکتی ہے۔

سمندر میں دور دور تک رات کی تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔ ستاروں کی مدھم روشنی میں صرف سمندر کی وہ لہریں دکھائی دے رہی تھیں جو کشتی سے ٹکرا کر گذر رہی تھیں۔ اس کے باوجود عنبر اندھیرے میں دور تک دیکھ سکتا تھا۔ وہ کشتی کی دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا کہ اچانک اسے سمندر میں چپوؤں کے چلنے کی آواز سنائی دی۔ اس نے خیال کیا کہ شاید کپتان نے چپو چلانے شروع کر دیئے ہیں۔ عنبر نے سر اٹھا کر کپتان کی طرف دیکھا۔ وہ اسی طرح لیٹا ہوا تھا۔ پھر یہ آواز کیسی تھی؟ چپوؤں کی آواز قریب سے قریب تر آ رہی تھی۔

اب کپتان بھی چوکنا ہو گیا تھا۔ اس کی ساری زندگی سمندر ہی میں گذری تھی۔ اس قسم کی آواز اس کے لیے اجنبی نہیں تھی۔ وہ چپوؤں کی آواز کو صاف طور پر پہچان رہا تھا۔ اس نے عنبر کی طرف دیکھا:

"یہ آواز سن رہے ہو؟" کپتان نے پوچھا۔

"ہاں ـــ" عنبر نے کہا، "چپوؤں کی آواز ہے۔"

کپتان کی آنکھیں سمندر پر پھیلے ہوئے اندھیرے میں اس کشتی کو ڈھونڈ رہی تھیں جس کے چپوؤں کی آوازیں آ رہی تھیں۔ مگر اسے کشتی کہیں بھی دکھائی نہیں دے رہی تھی۔

"پھر یہ آواز کہاں سے آ رہی ہے؟" کپتان پریشان ہونے لگا تھا۔

"یہی تو میں بھی سوچ رہا ہوں۔" عنبر نے کہا:

مگر اصل میں عنبر کو اس آواز سے ایک بات کا شک ہونے لگا تھا۔ اور آخر میں اس کا شک بالکل ٹھیک نکلا۔ چپوؤں کی آواز کے ساتھ ساتھ عنبر نے اندھیرے میں سفید سایوں کو دیکھا جو سمندر کے اوپر کھڑے تھے۔ اس نے کپتان کو ان سایوں کی طرف متوجہ کر کے کہا:

"ان سفید سایوں کو دیکھ رہے ہو کپتان؟"

کپتان پہلے ہی انہیں دیکھ رہا تھا۔ اور خوف سے اس کا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

پھر سفید پڑنا شروع ہو گیا تھا۔ دولت انسان کو بزدل
بنا دیتی ہے۔ عنبر سمجھ گیا تھا کہ وہ سفید سائے کون لوگ ہیں
اس نے یونہی کپتان سے پوچھا:

"تمہارے خیال میں یہ سفید سائے کیا ہیں؟ مجھے کوئی
بھوت پریت لگتے ہیں۔"

کپتان بولا:

"میری عمر سمندروں میں گزر گئی ہے۔ میں نے کبھی
بھوت پریت نہیں دیکھے۔"

"تو پھر یہ کیا ہے؟" عنبر نے پوچھا۔

"کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا۔"

"ابھی سمجھ میں آ جائے گا۔" عنبر نے اپنے دل میں کہا۔

سفید سائے کشتی کی طرف آہستہ آہستہ بڑھ رہے تھے۔
وہ چاروں آدمیوں کے سائے تھے۔ یہ وہی چار آدمیوں کی
روحیں تھیں جو شاید کپتان سے اپنا خزانہ واپس لینے آئی
تھیں۔ اب کپتان اور عنبر کو ان چار سفید سایوں کی ہلکی ہلکی
مگر تیز سیٹی ایسی آوازوں والی سرگوشیاں سنائی دینے لگیں۔ ان
کی سمجھ میں لفظ نہیں آ رہے تھے مگر سرگوشیوں کی تیز نوکیلی
لہریں ان کے کانوں سے برابر ٹکرا رہی تھیں۔ کپتان اب عنبر
کے قریب آ کر کشتی میں بیٹھ گیا تھا اور آنکھیں سکیڑ کر اندھیرے

میں سفید سایوں کو دیکھ رہا تھا جو کشتی کی طرف دھیرے
دھیرے بڑھتے چلے آ رہے تھے۔

اس نے عنبر سے کہا:

"تم افریقہ کے جادو کے ماہر ہو۔ کیا تم اپنے جادو
سے اس بھوت پریت کو دفع کر سکتے ہو؟"

عنبر نے کہا:

"میں افریقہ کے جادو کا ماہر نہیں ہوں۔ اور نہ ہی
میں کوئی جادوگر ہوں۔ مگر اتنا ضرور جانتا ہوں کہ
اگر تم ایک کام کر لو تو یہ بھوت پریت ختم ہو
جائے گا۔"

کپتان جلدی سے بولا:

"جلدی بتاؤ وہ کیا کام ہے؟ میں ابھی کرتا ہوں۔"

عنبر نے کہا:

"سونے کی یہ جتنی اینٹیں ہیں ان سب کو اٹھا کر
سمندر میں پھینک دو۔"

کپتان نے بڑبڑا کر کہا:

"یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔ جس خزانے کے لیے میں
نے اپنی جان کی بازی لگا دی۔ اتنے آدمیوں کو
قتل کیا۔ اسے میں یونہی اٹھا کر سمندر میں پھینک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دوں! یہ کیسے ہو سکتا ہے!"

عنبر نے کہا:

"تو پھر جو ہونے والا ہے، اس کے لیے تیار ہو جاؤ!"

کپتان نے چاقو لہرا کر کہا:

"میں دیکھ لوں گا بھوت پریت کو!"

اور وہ چاقو ہوا میں لہرانے لگا۔ ایسا لگتا تھا کہ اتنی زیادہ دولت کے انبار نے کپتان کا دماغ خراب کر دیا تھا۔ چاروں سفید سائے سرگوشیاں کرتے کشتی کی طرف بڑھ رہے تھے۔ ان کی سیٹیوں کی ایسی آوازیں کشتی کے قریب سے قریب ہوتی جا رہی تھیں۔ پھر اچانک کشتی کو ایک دھچکا سا لگا۔ اور وہ ایک گول دائرے میں گردش کرنے لگی۔

کپتان نے چلا کر کہا:

"چپو نکالو، ہم منجدھار میں پھنس گئے ہیں!"

عنبر نے دیکھا کہ کشتی پانی کے بھنور میں پھنس گئی تھی۔ وہ دائرے کی شکل میں چکر لگائے جا رہی تھی۔ عنبر اور کپتان چپوؤں کی مدد سے کشتی کو منجدھار سے نکالنے کی سر توڑ کوشش کر رہے تھے مگر وہ اس کوشش میں کامیاب نہیں ہو رہے تھے۔ منجدھار میں پانی کا زور اس قدر زیادہ

تھا کہ کشتی ایک کھلونے کی طرح گردش کر رہی تھی۔ تیز رفتاری کی وجہ سے سونے کی اینٹیں ایک ایک کر کے سمندر میں گرنا شروع ہو گئی تھیں۔ کپتان بوکھلا گیا تھا۔ کبھی چپو کو سنبھالتا۔ کبھی سونے کی اینٹوں کو سنبھالتا۔ نہ چپو اس کے قابو میں آ رہا تھا۔ نہ سونے کی اینٹیں اس سے پکڑی جا رہی تھیں۔ چپو چھوٹ رہا تھا۔ سونے کی اینٹیں سمندر میں گر رہی تھیں۔ وہ دیوانہ وار انہیں پکڑنے کی کوشش کر رہا تھا۔

آدھی سے زیادہ اینٹیں سمندر میں گر گئیں۔ کشتی اسی جگہ گھوم رہی تھی۔ چاروں روحیں اب سمندر کی سطح سے اٹھ کر کشتی کے اوپر آ گئیں۔ ان کی سیٹی ایسی سرگوشیوں میں غصے اور نفرت کا انداز تھا۔ کپتان نے روحوں کو اپنے عین اوپر دیکھ کر ان کی طرف چاقو پھینکا اور پاگلوں کی طرح چلایا:

"میں تمہیں ہلاک کر ڈالوں گا!"

چاروں روحوں کا ایک فلک شگاف قہقہہ گونجا۔ اور اس کے ساتھ ہی کشتی منجدھار سے نکل گئی۔ مگر اب کشتی پانی کی سطح پر یوں کھڑی ہو گئی تھی جیسے کسی نے اسے نیچے سے پکڑ رکھا ہو۔ چار روحوں میں سے ایک روح آہستہ آہستہ اتر کر کشتی میں آ گئی۔ کپتان خوف کے مارے پتھر بنا اسے تک رہا تھا۔ روح نے وہ کپڑا اٹھایا جسے کپتان نے سونے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

کے ڈھیر کے اوپر ڈال رکھا تھا۔ اس کپڑے کا ایک تھیلا بنایا اور اس کا منہ کھول کر باقی تین روحوں کی طرف دیکھا ایک روح نے کپتان کی طرف اشارہ کیا۔ دوسری نے کپتان کو اٹھا کر کپڑے کے بڑے تھیلے میں پھینک دیا۔ کپتان کی چیخ نکل گئی۔ اس چیخ میں لرزہ اور دہشت تھی۔ عنبر نے دیکھا کہ کپتان ایک بے حس آدمی کی طرح ہو گیا تھا۔ نہ وہ اپنے بازو ہلا سکتا تھا نہ پاؤں۔

صرف اس نے ایک چیخ ماری اور وہ بھی تھیلے کے اندر جاتے ہی غائب ہو گئی۔ روح نے تھیلے کا منہ ایک بار پھر کھول دیا اور اوپر باقی تین روحوں کی طرف دیکھا۔ تینوں روحوں نے سونے کی اینٹوں کی طرف اشارہ کیا۔ سونے کی جو اینٹیں باقی بچی تھیں وہ روحوں کے اشارے کے ساتھ ہی ایک ایک کر کے بڑی تیزی سے تھیلے میں گرنے لگیں۔ تھیلا سونے کی اینٹوں سے بھر گیا۔ روحوں نے سونے کی اینٹوں کا تھیلا کپتان کی ادھ موئی لاش سمیت اٹھایا اور رات کی تاریکی میں غائب ہو گئیں۔

تھوڑی دیر بعد صبح ہو گئی۔ سونے کے خزانے کا کھیل ختم ہو گیا تھا۔ سونے کا خزانہ جہاں سے نکال کر لایا گیا تھا وہاں واپس پہنچ گیا تھا۔ عنبر نے دور سمندر میں خشکی کی ایک

لکیر سی دیکھی۔ کشتی کنارے پر پہنچنے والی تھی۔ عنبر کو نہیں معلوم تھا کہ یہ ملک مصر کا شہر سکندریہ ہے یا کوئی اور ملک ہے۔ کیونکہ کشتی نے سمندر کے منجدھار میں اتنے چکر کھائے تھے کہ عنبر کو سمت کا کچھ اندازہ نہیں رہا تھا۔ سمندر کی لہریں کشتی کو کنارے کی طرف بڑی تیزی سے لیے جا رہی تھیں۔

آخر کشتی کنارے کے ساتھ جا کر لگ گئی۔ عنبر ساحل پر اتر آیا۔ اس کے خشکی پر قدم رکھتے ہی کشتی نے ایک چکر کھایا اور سمندر میں غرق ہو گئی۔ خزانے کی تلاش کی پراسرار خونیں مہم کی آخری نشانی بھی ختم ہو گئی تھی۔

عنبر نے ساحل کا جائزہ لیا۔ دن کی روشنی چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی۔ اس کے ارد گرد دور تک ریت کا صحرا تھا جہاں کہیں کہیں کھجور کے درختوں کے جھنڈ صبح کی ہوا میں جھوم رہے تھے۔ گرمی اتنی زیادہ نہیں تھی۔ عنبر کو جو پہلا خیال آیا وہ یہ تھا کہ سمندری بھنور میں گردش کھانے کے بعد کہیں تاریخ کا دور تو نہیں بدل گیا؟ کہیں ایسا تو نہیں ہوا کہ وہ تاریخ کے کسی پچھلے یا آگے کے دور میں آ گیا ہو؟ ساحل کے درختوں اور ریت کے صحرا سے اسے اندازہ ہوا کہ وہ کم از کم ملک روم میں نہیں ہے اور یہ علاقہ مصر

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

یا بابل کا ہے۔

بہرحال وہ خدا کا نام لے کر درختوں کی طرف چل پڑا۔ درختوں کے جھنڈ میں ایک تنگ منہ والا کنواں تھا اور باہر پانی گرنے سے کیچڑ ہو گیا تھا۔ صاف لگتا تھا کہ لوگ اس کنوئیں سے پانی نکالتے رہے ہیں۔ وہاں آس پاس کوئی انسان دکھائی نہ دیتا تھا کہ جس سے عنبر پوچھ کر معلوم کرتا کہ وہ کس ملک میں ہے اور یہ کون سا زمانہ ہے؟ کس بادشاہ کی حکومت ہے؟ وہ درختوں کے نیچے تھوڑی دیر آرام کرنے کے خیال سے بیٹھ گیا۔ اسے بیٹھے ابھی زیادہ دیر نہیں ہوئی تھی کہ دو اونٹ سوار نمودار ہوئے۔ انہوں نے عربوں ایسے لباس پہن رکھے تھے۔ کمر میں خنجر اور تلواریں لٹک رہی تھیں۔ عنبر کے پاس آ کر وہ رک گئے۔

"کون ہو تم؟" ان میں سے ایک نے عربی زبان میں پوچھا۔

عنبر ناگ اور ماریا دنیا کی ہر زبان سمجھ لیتے تھے اور بول بھی لیتے تھے۔

عنبر نے کہا:

"......

مصریوں ایسا تھا اور وہ زمانہ خلیفہ ہارون الرشید کا تھا۔ عنبر بھنور میں گردش کرنے سے خلیفہ ہارون الرشید کے دور میں نکل آیا تھا۔ ہارون الرشید کی حکومت کے خلاف مصریوں کی ایک جماعت کے لوگوں نے بغاوت کر رکھی تھی اور خلیفہ کی طرف حکم تھا کہ ایسے لوگوں کو فوراً گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا جائے اور اسے اطلاع کی جائے۔ ایسے باغیوں کو پکڑنے والوں کو خلیفہ کی طرف سے بھاری انعام دیا جاتا تھا۔ شتر سواروں نے اشاروں ہی اشاروں میں آپس میں کوئی بات طے کی اور عنبر سے کہا:

"اگر مسافر ہو تو ہمارے ساتھ ہمارے گھر چل کر کچھ روز ہمارے مہمان بن کر رہو۔"

عنبر نے کہا:

"تم لوگ کون ہو اور یہ ملک کون سا ہے؟"

ایک شتر سوار نے کہا:

"کیا تم نہیں جانتے کہ تم خلیفہ ہارون الرشید کے زمانے میں ہو اور یہ جگہ دارالخلافہ بغداد سے دو سو کوس کے فاصلے پر ہے۔"

عنبر سمجھ گیا کہ وہ تاریخ میں پیچھے کی طرف سفر کرنے کی بجائے کچھ اور آگے نکل گیا ہے۔

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سے معذرت کے ساتھ کہا:

"بات یہ ہے کہ میں ایک جہاز پر سوار سمندر میں سفر کر رہا تھا کہ جہاز طوفان میں پھنس کر ڈوب گیا۔ میں بڑی مشکل سے جان بچا کر یہاں پہنچا ہوں میں اس ملک میں اجنبی ہوں۔"

"تو پھر ہمارے ساتھ ہمارے گھر چلو۔ وہاں تم اجنبی نہیں ہو گے۔ ہم کل بغداد جا رہے ہیں تمہیں دارالخلافہ کی سیر کرائیں گے۔"

عنبر ان لوگوں کی سازش کو نہ سمجھ سکا۔ اسے کیا خبر تھی کہ اس ملک کے حالات کیسے ہیں اور جس شخص نے مصریوں ایسے کپڑے پہن رکھے ہوں انہیں باغی سمجھ کر گرفتار کر لیا جاتا ہے۔ اس نے سوچا کہ چلو بغداد چلتے ہیں۔ تاریخ میں وہ عباسی بادشاہوں کے دور کا بہت بڑا اور عظیم الشان دارالخلافہ رہ چکا ہے۔ ہو سکتا ہے وہاں ناگ اور ماریا سے ملاقات ہو سکے یا کم از کم ان کا کوئی سراغ ہی مل جائے۔

دونوں فتنہ سوار عنبر کو ساتھ لے کر قریبی گاؤں میں اپنے مکان پر لے آئے۔ یہاں انہوں نے سارا دن عنبر کی بڑی خدمت کی۔ عنبر بڑا خوش ہوا کہ بغداد کے لوگ بڑے

مہمان نواز ہیں۔ وہ ان کی بُری نیت سے بے خبر تھا۔ سچ ہے۔ دلوں کی نیت کا حال صرف اللہ ہی کو معلوم ہے۔ گرمیوں میں صحرا میں لوگ راتوں کو سفر کرتے ہیں اور دن کو آرام کرتے ہیں۔ چنانچہ یہ اونٹ سوار بھی عنبر کو شام کے وقت ساتھ لے کر بغداد کی طرف روانہ ہو گئے۔ وہاں سے خلیفہ ہارون الرشید کی سلطنت کا اسلامی دارالخلافہ دو سو کوس کے فاصلے پہ تھا اور کوئی پانچ دن کا سفر تھا۔

پیارے دوستو! عنبر کو ہم دو سازشی اونٹ سواروں کے ہمراہ صحرا میں بغداد کی جانب سفر کرتا ہوا چھوڑتے ہیں اور خود ذرا واپس ناگ کی طرف چلتے ہیں۔ ناگ کا تو آپ کو معلوم ہی ہے کہ وہ ماریا اور امبا دیوی کی مورتی کی تلاش میں نوجوان جوگی کی ہدایت کے مطابق ہندوستان کے جانب بھنتا پور کے جنگلوں کی طرف جا رہا ہے جہاں جوگی نے کہا تھا کہ راجہ رام اپنی مہارانی سیتا اور بھائی لچھمن کے ساتھ چودہ برس کا بن باس کاٹ رہا ہے جس کا مطلب یہ تھا کہ راجہ رام کو اس کے باپ نے اپنی دوسری بیوی یعنی رام کی سوتیلی ماں کی باتوں میں آ کر چودہ برس کے لیے اپنے شہر سے دیس نکالا دے دیا تھا کیونکہ رام کی سوتیلی ماں یہ چاہتی تھی کہ رام کی جگہ اس کا بیٹا

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھے۔ ایک اور بات جو ناگ کو پریشان کر رہی تھی یہ تھی کہ امبا دیوی کی مورتی ۱۹۸۳ء کے زمانے میں ہندوستان کے شہر بمبئی سے چوری ہوئی تھی اور وہ اس کی تلاش میں دو ہزار برس تاریخ میں پیچھے راجہ رام اور مہارانی سیتا کے زمانے میں نکل آیا تھا۔ اسے مورتی تلاش کرنی تھی اور اسے لے کر دو ہزار برس واپس بھی جانا تھا۔

ساری تاریخ پرانی ناگ کے سامنے تھی۔ اسے معلوم تھا کہ تاریخ میں دو ہزار برس پہلے راجہ رام چندر اور سیتا کے بن باس کا واقعہ ہوا ہے۔ اسے یہ بھی معلوم تھا کہ سیتا کو راون اٹھا کر لے گیا تھا۔ پھر راجہ رام کی ہنومان نے مدد کی تھی اور رام نے راون کے شہر لنکا پر چڑھائی کر کے سیتا کو واپس لیا تھا۔

یہ ساری باتیں ناگ کے ذہن میں تھیں اور وہ نوجوان جوگی سے جدا ہو کر شمالی ہندوستان کی طرف ایک قافلے کے ساتھ سفر کر رہا تھا۔ قافلہ سات روز کے سفر کے بعد شمالی بھارت کے علاقے اودھ کی راج دھانی ہستنا پور پہنچا۔ یہ ایک بہت بڑا پرانا شہر تھا جس کی چار دیواری کافی بلند تھی اور شہر میں آنے جانے کے کتنے ہی دروازے تھے۔ جوگی نے کہا تھا کہ راجہ رام چندر ہستنا پور سے شمال مغرب کی طرف

بھرت تخت پر بیٹھے۔ رام اپنے باپ کا بڑا فرمانبردار اور نیک سیرت لڑکا تھا۔ اس نے اپنے باپ کا حکم مانا اور چودہ برسوں کے لیے اپنے شہر ہستنا پور سے نکل کر جنگلوں کی طرف روانہ ہوگیا۔ اس کی وفادار بیوی مہارانی سیتا نے کہا کہ میں بھی اپنے خاوند کے ساتھ جاؤں گی۔ محبت کرنے والے چھوٹے بھائی لچھمن نے کہا کہ میں بھی رام کے ساتھ ہی جاؤں گا۔ چنانچہ یہ تینوں دور دراز جنگلوں میں چودہ برس کے لیے بن باس کاٹ رہے تھے۔ یہ تاریخی واقعہ ہے۔ نوجوان جوگی نے ناگ سے کہا تھا کہ مہارانی سیتا اسے امبا دیوی کی مورتی کے بارے میں کچھ بتا سکے گی جس کے واپس ملنے سے بمبئی والی شیلا ائیر ہوسٹس کی اور اس کے گھر والوں کی زندگیاں بچ سکتی تھیں۔ وقت بہت تھوڑا رہ گیا تھا۔ چونکہ امبا دیوی کی مورتی کے بمبئی میں شیلا کے فلیٹ سے چوری ہونے کے ساتھ ہی ماریا بھی گم ہوگئی تھی اس لیے ناگ کو یقین تھا کہ اگر مورتی مل گئی تو ماریا بھی مل جائے گی۔ سارے بیس بائیس دن باقی رہ گئے تھے۔ ان بیس بائیس دنوں کے اندر اندر ناگ نے امبا دیوی کی مورتی واپس لا کر شیلا کو دینی تھی نہیں تو اس کے سارے لوگ ایک ایک کر کے مرنے لگ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

دریائے گنگا کے پار کے جنگلوں میں بن باس کاٹ رہے ہیں۔
ناگ کے پاس امبا دیوی کی مورتی واپس حاصل کرنے کے لیے
بہت کم وقت رہ گیا تھا۔ بس یہی کوئی اڑھائی دن باقی رہ گئے
تھے۔ اس کے بعد اگر مورتی مل بھی جائے تو اس کا فائدہ نہیں
تھا۔ کیوں کہ پھر شیلا کے خاندان کے لوگ ایک ایک کر کے مرنا
شروع ہو جائیں گے۔

ہستنا پور میں راجہ بھرت کی حکومت تھی۔ وہ ۱۹۸۳ء کے
بمبئی شہر سے نکل کر جہاں جیٹ ہوائی جہاز فضا میں اڑتے تھے
اچانک ڈھائی پونے تین ہزار سال پہلے کے بھارت میں
نکل آیا تھا۔ جہاں لوگ ایک شہر سے دوسرے شہر جانے کے
لیے قافلوں کی شکل میں پیدل سفر کرتے تھے۔ لیکن ناگ کو
چونکہ ہزاروں سال پرانی تاریخ کے شہروں میں سفر کرنے کی
عادت تھی اس لیے اسے کوئی زیادہ اجنبیت محسوس نہیں ہو
رہی تھی۔ سرائے میں اترنے کے بعد ناگ شہر میں کچھ دیر
تک گھومتا پھرتا رہا۔ پھر اس نے لوگوں سے اس جنگل کے
بارے میں پوچھ گچھ کی جس میں راجہ رام اپنی بیوی مہارانی سیتا
کے ساتھ بن باس کے دن کاٹ رہا تھا۔ اسے معلوم ہوا کہ
وہ جنگل وہاں سے دو سو کوس پر ہے اور دریائے گنگا وہاں
پہاڑوں سے نکل کر گہری گھاٹیوں اور وادیوں میں داخل ہوتا ہے۔

ناگ نے سوچا کہ اسے دریائے گنگا کے ساتھ ساتھ
سفر کرنا چاہیے پھر جہاں یہ دریا پہاڑوں سے نکل کر گھاٹیوں
اور وادیوں میں داخل ہو تو وہاں کے جنگلوں میں راجہ رام
اور مہارانی سیتا کو تلاش کرے۔ اس کی ایک ہی ترکیب
تھی کہ وہ تیز رفتار پرندہ بن کر سفر کرے۔ ناگ شہر سے
باہر آ گیا۔ اس نے ایک ٹیلے پر کھڑے ہو کر سفید عقاب
کی شکل اختیار کی اور دریائے گنگا پر آ کر اس کے اوپر شمال
مغرب کی طرف اڑنا شروع کر دیا۔ سفید عقاب ہونے کی
وجہ سے اس کی رفتار کافی تیز تھی۔ شام تک عقاب نے
کافی فاصلہ طے کر لیا۔ دریا میدانوں سے نکل کر پہاڑیوں میں
داخل ہو گیا۔ یہ اونچی نیچی پہاڑیاں دور تک پھیلتی چلی گئی
تھیں۔ یہاں دریا پہاڑیوں کے ساتھ ساتھ چکر کھا کر بہہ
رہا تھا۔ جب رات کا اندھیرا پھیل گیا تو ناگ ایک درخت
پر اتر آیا۔ اس نے وہیں عقاب کی شکل میں رات گزار
دی۔ صبح ہوئی تو پھر سفر پر روانہ ہو گیا۔

اسی طرح تین دن کے سفر کے بعد ناگ نے دیکھا
کہ دریا پہاڑیوں سے نکل کر میدان میں داخل ہو رہا تھا۔
یہاں اس کے کنارے پر گھنے جنگل تھے۔ ناگ ان جنگلوں
میں اتر آیا۔ یہاں درخت بڑے گنجان تھے۔ اور ان کے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

سایوں میں جھاڑیاں اُگی ہوئی تھیں۔ ناگ نے یہاں آکر انسان کی شکل اختیار کر لی۔ دن بھر وہ جنگل میں پھرتا رہا۔ اسے کسی انسان کی شکل دکھائی نہ دی۔ کسی کسی جگہ اسے جنگلی ریچھ اور بندر دکھائی دیئے۔ ایک جگہ شیر کی آواز سنائی دی۔ وہ دن بھی گذر گیا۔

اس سے اگلے روز صبح ہوئی تو ناگ نے جنگل میں سے گذرتے ہوئے درختوں میں بنی ہوئی ایک جھونپڑی دیکھی۔ وہ سمجھ گیا یہ جنگلی آدمیوں نے اپنے رہنے کے لیے بنا رکھی ہو گی۔ وہ جھونپڑی کے قریب آیا تو پیچھے سے کسی نے آواز دی۔

"کون ہو تم؟"

ناگ نے پلٹ کر دیکھا۔ ایک بڑا حسین اور جوان آدمی ہاتھ میں تیر کمان لیے کھڑا تھا۔ اس کے بال کنڈلی مار کر اس کے سر کے اوپر بیٹھے تھے۔

ناگ نے کہا:

"میرا نام ناگ ہے اور میں مہارانی سیتا کے درشن کرنے یہاں آیا ہوں۔"

آنے والے نوجوان نے قریب آ کر غور سے ناگ کو دیکھا اور پوچھا:

"تم مہارانی جی کے درشن کرنے کہاں سے آئے ہو؟"

ناگ کچھ دیر کے لیے خاموش رہا پھر بولا:

"میں بہت دور سے آ رہا ہوں۔ اتنی دور سے کہ اگر میں آپ کو بتاؤں تو آپ یقین نہیں کریں گے۔"

نوجوان نے کہا:

"کیا تم ہستنا پور سے آ رہے ہو؟"

ناگ نے جواب دیا:

"آپ یہی سمجھ لیں۔ کیا آپ رام چندر جی ہیں؟"

نوجوان نے کہا:

"نہیں۔ میں ان کا چھوٹا بھائی لچھمن ہوں۔"

ناگ بولا:

"لچھمن جی! آپ سے مل کر بڑی خوشی ہوئی۔ کیا میں مہارانی سیتا جی سے مل سکتا ہوں؟"

"آپ کو ان سے کیا کام ہے؟"

ناگ نے کہا:

"میں ان سے ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں جو میں آپ کو نہیں بتا سکتا۔"

لچھمن نے کہا:

"مہارانی سیتا جی اس وقت جنگل میں ندی کے کنارے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

آپ کو ملیں گی۔"

ناگ نے لچھمن کا شکریہ ادا کیا اور ندی کی طرف چل دیا۔ ندی جنگل میں ہرے بھرے گھنے درختوں کے بیچ میں سے گذر رہی تھی۔ ایک جگہ ناگ کو کیلے کے سرسبز درختوں میں گھاس پر ایک عورت بیٹھی نظر آئی جس کے بال کھلے تھے۔ چہرے پر شاہانہ رعب اور وقار تھا۔ وہ شکل سے ہی مہارانی لگتی تھی۔ مگر اس نے گیروے کپڑے پہن رکھے تھے۔ ناگ نے قریب جا کر جھک کر ادب سے سلام کیا اور بتایا کہ میں بسنت پور سے آ رہا ہوں اور ایک خاص مقصد لے کر آیا ہوں۔

مہارانی سیتا نے پوچھا:

"اپنا مقصد بیان کرو۔"

ناگ نے کہا:

"مجھے امبا دیوی کی مورتی کی تلاش ہے۔"

مہارانی سیتا نے چونک کر ناگ کی طرف دیکھا۔ پھر بولی:

"امبا دیوی کی مورتی جس جگہ پر ہے وہاں کوئی انسان تو کیا چڑیا بھی پر نہیں مار سکتی۔"

ناگ نے کہا:

"آپ مجھے وہ جگہ بتا دیں مہارانی! میں وہاں تک پہنچنے کی کوشش کروں گا۔"

مہارانی سیتا نے کہا:

"میں نہیں جانتی کہ تم کون ہو۔ مگر اتنا ضرور جان گئی ہوں کہ تم کوئی غیر معمولی طاقت کے انسان ہو۔ تو سنو! یہاں سے شمال کی طرف ایک پہاڑی ہے جس کا نام کیلاش پربت ہے۔ وہاں سارا سال برف جمی رہتی ہے۔ اس پہاڑی میں ایک گہرا غار ہے۔ اس غار کے اندر ایک بہت بڑا تاریک گڑھا ہے۔ اس گڑھے میں کوئی انسان داخل نہیں ہو سکتا۔ جو کوئی داخل ہونے کی کوشش کرتا ہے دیوتاؤں کے پہرے دار اسے ہلاک کر دیتے ہیں۔ کیا اب بھی تم وہاں جاؤ گے؟"

ناگ نے کہا:

"میں ضرور جاؤں گا مہارانی! میرا وہاں جانا بہت ضروری ہے۔"

مہارانی سیتا نے کہا:

"میں بھگوان سے تمہاری زندگی کی پرارتھنا کروں گی۔"

ناگ نے مہارانی سیتا کا شکریہ ادا کیا۔ جھک کر سلام کیا اور جانے کے لیے مڑا تو ایک پل کے لیے رک گیا۔ چونکہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تاریخ کا ایک ایک واقعہ اسے معلوم تھا۔ وہ واقعات بھی اسے معلوم تھے۔ جو ہونے والے تھے۔ اس لیے اس نے مہارانی سیتا سے کہا:

"مہارانی! اگرچہ مجھے ایسا نہیں کہنا چاہیے۔ مگر آپ نے میرے ساتھ جو بھلائی کی ہے میں اس کا بدلہ چکانا چاہتا ہوں۔ میری بات سن کر اس پر عمل کریں یا نہ کریں یہ آپ کی مرضی ہے۔ آج یا کل، اسی جنگل میں ایک بڑا زبردست تاریخی واقعہ ہونے والا ہے۔"

"کون سا تاریخی واقعہ؟" مہارانی سیتا نے پوچھا۔

ناگ نے کہا:

"کل یا پرسوں آپ کے شوہر رام چندر شکار پر جاتے ہوئے آپ کو جنگل میں ایک جگہ بٹھا کر آپ کے گرد دائرے کا نشان لگا جائیں گے اور تاکید کریں گے کہ آپ اس دائرے سے باہر نہ جائیں۔ ان کے جانے کے بعد لنکا کا راجہ راون آپ کے پاس آئے گا اور آپ کو دائرے سے باہر نکل آنے کے لیے کہے گا۔ اور آپ اپنے شوہر کے حکم کو چھوڑ کر دائرے سے باہر نکل آئیں گی۔ پھر آپ
ٹ جائے گا اور راجہ راون آپ

کو اغوا کر کے لے جائے گا۔ اس لیے آپ اپنے دائرے سے ہرگز ہرگز باہر نہ نکلیں۔"

مہارانی سیتا ناگ کی طرف دیکھ کر مسکرانے لگیں۔ ناگ نے سوچا کہ یہ تاریخ کا راز ہے۔ جو اسے نہیں بتانا چاہیے تھا شاید مہارانی نے ناگ کی بات سنی بھی نہیں تھی۔ کیوں کہ اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ قدرت نے سیتا کے کان بند کر دیئے تھے۔ ناگ نے مہارانی سیتا کو اس کی حالت پر چھوڑا اور کیلاش پربت کی طرف جانے کے لیے ندی کے ساتھ ساتھ چلتا ہوا جنگل سے باہر نکل آیا۔ یہاں وہی دریا آ گیا جو دور پیچھے ہمالیہ کے کیلاش پربت سے نکلتا تھا۔ ناگ نے ایک ار پھر سفید عقاب
کا روپ بدلا۔ غوطہ لگا کر۔
بت کی طرف
پرواز شروع کر دی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

خفیہ منتر کی تلاش

کیلاش پربت ہمالیہ کی سب سے بلند چوٹی کے دامن میں تھی۔

یہ ایک تین چار پہاڑیوں کا ایک دوسرے سے ملا ہوا سلسلہ تھا جہاں سارا سال برف جمی رہتی تھی۔ ناگ ایک دن اور ایک رات کے سفر کے بعد کیلاش پربت پر پہنچ گیا۔ وہ ان برف پوش پہاڑیوں میں اتر آیا۔ یہاں نہ آدم نہ آدم زاد — ہر طرف برف ہی برف، سخت ٹھنڈی ہوا۔ ایسی ویران خاموشی تھی کہ ہوا کی ہلکی ہلکی لہروں کی آواز بھی سنائی دے رہی تھی۔ ناگ نے دوبارا اڑ کر ان پہاڑیوں کا جائزہ لیا کہ کس پہاڑی میں وہ غار ہو سکتا ہے جس کے بارے میں مہارانی سیتا نے اشارہ کیا تھا اور کہا تھا کہ اس کے اندر ایک گڑھے میں امبا دیوی کی مورتی موجود ہے۔ ناگ کے پاس اب زیادہ وقت نہیں رہ گیا تھا۔ وہ ایک ہفتے کے اندر اندر مورتی حاصل کر کے واپس دو ہزار برس آگے

زمانے کا سفر کر کے بمبئی لے جا کر شیلا کو دینا چاہتا تھا تاکہ اس کا خاندان موت کے منہ میں جانے سے بچ سکے۔

غار کا کھوج لگاتے دن گزر گیا۔ شام ہو گئی۔ ناگ نے کیڑے سے انسان کا روپ بدلا اور ایک پہاڑی کے کھوہ میں پتھروں کی بڑی بڑی سلوں کے درمیان جا کر بیٹھ گیا۔ وہ دوسرے روز دوبارا غار کا کھوج لگانا چاہتا تھا۔ رات کا اندھیرا پہاڑوں میں چاروں طرف پھیل گیا۔ ناگ کھوہ میں پتھروں سے ٹیک لگائے آنکھیں بند کیے پڑا تھا۔ بلند اس سے کوسوں دور تھی۔ وہ امبا دیوی کی مورتی اور ماریا کے بارے میں سوچ رہا تھا۔ یہ معمہ ابھی تک حل نہیں ہو سکا تھا کہ آخر مورتی کے ساتھ ماریا کہاں گم ہو گئی۔

اچانک ناگ کو ایک خاص قسم کی بُو محسوس ہوئی۔ یہ بُو مہا ناگ سانپ کی تھی۔ مہا ناگ سانپ ہمالیہ کی پہاڑیوں کے سانپوں کے سردار سانپ کا نام ہے۔ اس سانپ کا رنگ نارنجی ہوتا ہے اور اس کے پھن پر ترشول کا نشان بنا ہوتا ہے۔ اس سانپ کو صرف دیوتاؤں کے خاص منتر پڑھ کر ہی قابو میں کیا جا سکتا ہے ورنہ یہ کسی کے قابو میں نہیں آتا۔ ناگ نے سوچا کہ شاید مہا ناگ اس کے کہیں آس پاس پہاڑیوں میں ہو گا۔ مگر اس کی بُو کافی

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تیز تھی۔ ناگ نے آنکھیں کھول کر دیکھا۔ سانپ وہاں کہیں نہیں تھا۔ اب اسے کچھ انسانی آوازیں سنائی دیں۔ یہ آوازیں عورتوں کی تھیں اور قریب آ رہی تھیں۔

ناگ پتھر کی ایک بہت بڑی سِل کے پیچھے چھپ گیا۔ کیوں کہ اس نے مشعلوں کی روشنی میں لوگوں کے ایک چھوٹے سے جلوس کو اپنی طرف آتے دیکھ لیا تھا۔ جوں جوں یہ جلوس قریب آ رہا تھا مہا ناگ سانپ کی بُو تیز ہوتی جا رہی تھی۔ ناگ نے دیکھا کہ دس بارہ خوب صورت لڑکیوں کو رسیوں میں باندھ رکھا ہے اور آگے پیچھے کچھ سر منڈے جوگی لوگ ہاتھوں میں ترشولوں کے نیزے پکڑے ان خوب صورت لڑکیوں کو ہنکائے لیے چلے جا رہے ہیں۔ لڑکیوں کے بال کھلے ہیں۔ سر جھکے ہیں اور وہ آہ و بکا اور واویلا کر رہی ہیں۔ جوگی انہیں ترشولوں کے نیزے دکھا دکھا کر چپ کرانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان کے پیچھے چار جوگیوں نے کندھوں پر ایک ہاتھی دانت کی چوکی اٹھا رکھی ہے جس پر سونے کا ایک تھال رکھا ہے۔ اس تھال میں ہمالیہ کی پہاڑیوں کا ایک مہا ناگ نارنجی سانپ کنڈلی مارے پھن اٹھائے بیٹھا ہے اور اس کے پھن پر ترشول کا نشان بنا ہے۔

ناگ اس انوکھے جلوس کو دیکھ کر حیران ہو رہا تھا کہ یہ جوگی لوگ کون ہیں اور ان پریشان حال لڑکیوں کو زبردستی پکڑ کر کہاں لیے جا رہے ہیں اور مہا ناگ ان کے ساتھ کس لیے ہے؟ اتنے میں مہا ناگ نے بھی ناگ کی بُو سونگھ لی تھی۔ اسے احساس ہو گیا تھا کہ کہیں قریب ہی عظیم ناگ دیوتا انسانی شکل میں موجود ہے۔ مہا ناگ نے اپنے پھن کا رُخ اس طرف کر دیا۔ جدھر ناگ پتھر کی اوٹ میں چھپا ہوا تھا۔ ناگ کو معلوم تھا کہ مہا ناگ سانپ اپنی چوکی پر سے اتر کر اس کی تعظیم کے لیے چلا آئے گا اور اس طرح سے وہ یہ راز حل نہ کر سکے گا کہ یہ جوگی لوگ کون ہیں اور ان لڑکیوں کو لے کر کدھر جا رہے ہیں۔ ناگ نے وہیں سے اپنی زبان میں مہا ناگ سے رابطہ پیدا کیا اور کہا:

اے مہا ناگ! خاموش رہ اور تعظیم کے لیے میرے پاس مت آ۔ بلکہ خاموشی سے ان لوگوں کے ساتھ چلتا جا۔ میں اس راز کو حل کرنا چاہتا ہوں۔ میں بھی تمہارے ساتھ ہی چلوں گا۔ مگر تم میرے پاس آنے کی ہرگز کوشش نہ کرنا!

مہا ناگ نے وہیں سے اپنا پھن تین بار جھکا کر ناگ دیوتا کی تعظیم کی اور کہا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"عظیم ناگ دیوتا! جیسا آپ نے حکم دیا ہے میں ویسا ہی کروں گا!"

اب ناگ نے ایک اڑنے والے چھوٹے سفید سانپ کا روپ بدلا اور ایک ہی اڑان میں مہا ناگ سانپ کی تھالی میں اس کے پاس ہی کنڈلی مار کر بیٹھ گیا۔ جوگیوں نے اس کو ایک شگون سمجھ کر سفید ناگ مہا ناگ کے ساتھ شامل ہو گیا ہے۔

انہوں نے ترشول اٹھا کر نعرہ لگایا:

"امبا دیوی کی جے ہو!"

ناگ چونکا۔ تو گویا یہ لوگ امبا دیوی کے کسی خفیہ مندر کی طرف جا رہے تھے۔ وہ خوش ہوا کیوں کہ امبا دیوی کی مورتی اور ماریا کی گم شدگی کے معمے کے حل ہونے کی کچھ کچھ امید پیدا ہو گئی تھی۔

یہ جلوس رات کے اندھیرے میں مشعلوں کی روشنی کرتا کیلاش پربت کی ایک پہاڑی کے غار میں داخل ہو گیا۔ لڑکیوں نے رونا دھونا بند کر دیا تھا۔ ان کے آنسو خشک ہو چکے تھے۔ غار میں گزر کر یہ جلوس ایک جگہ رک گیا۔ یہاں زمین کے اندر کنوئیں کی طرح کا ایک گہرا گڑھا بنا ہوا تھا۔ ایک سیڑھی دیوار کے ساتھ لگی تھی۔ جوگیوں نے سب سے پہلے ان لڑکیوں کو ایک ایک کر کے نیچے گڑھے میں اتارا اور ان کے ہاتھ کھول دیئے۔ پھر مہا ناگ سانپ کو نیچے لایا گیا اور آخر میں خود بھی نیچے آ گئے۔ انہوں نے سیڑھی گڑھے میں کھینچ لی۔ اب باہر سے کوئی شخص اس گڑھے میں داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ گڑھے کی دیوار میں ایک دروازہ تھا۔ یہ جلوس دروازے سے گزرنے لگا تو معلوم ہوا کہ یہاں دیوتاؤں کا یا خفیہ طاقتوں کا پہرہ لگا تھا۔ کوئی غیر آدمی اندر داخل نہیں ہو سکتا تھا۔ صرف وہی شخص داخل ہو سکتے تھے جنہیں جوگی لوگ اپنے ساتھ لائے ہوں۔ ناگ کو مہارانی سیتا کی بات یاد آ گئی۔

اس نے کہا تھا کہ کیلاش کے پربت میں ایک ایسا غار ملے گا جس کے باہر دیوتاؤں کا پہرہ ہو گا۔ امبا دیوی کی مورتی کا راز اسی گڑھے میں حل ہو گا۔

ناگ بڑا خوش ہوا کہ مہارانی سیتا کی پیش گوئی بالکل سچ ثابت ہو رہی تھی اور وہ اسی جگہ آ گیا تھا جہاں امبا دیوی کی مورتی کا سراغ مل سکتا تھا۔ وہ مہا ناگ کی چوکی پر کنڈلی مارے بیٹھا تھا۔ اس نے مہا ناگ سے اپنی زبان میں پوچھا کہ

"یہ لوگ یہاں کیا کرنے آئے ہیں؟"

مہا ناگ نے کہا:

"عظیم ناگ دیوتا۔ میں کچھ نہیں جانتا۔ انہوں نے مجھے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ہمالیہ کی چوٹی سے دیوتاؤں کے خفیہ منتر پڑھ کر قابو میں کیا   ہے۔ یہ مجھ سے کام کیا لینا چاہتے ہیں مجھے بالکل نہیں معلوم۔"

جلوس دروازے سے گذر کر ایک کھلی جگہ میں آ گیا۔ یہاں ناگ کو پہلی بار ماریا کی بڑی تیز خوشبو آئی۔ اس نے سر اٹھا کر دیکھا تو سامنے پتھر کا ایک چبوترہ بنا تھا۔ چبوترے پر ایک چوکور پتھر کا بڑا ٹکڑا رکھا تھا اور اس پتھر کے ٹکڑے میں ماریا کا نچلا دھڑ دھنسا ہوا تھا۔ وہ غائب حالت میں نہیں تھی بلکہ اس کا آدھا دھڑ جو پتھر سے باہر تھا۔ صاف نظر آ رہا تھا۔ اس کے سیاہ بال کھلے تھے۔ آنکھیں پریشانی کی حالت میں ادھر اُدھر دیکھ رہی تھیں اور دونوں بازو امبا دیوی کی مورتی کی طرح پیچھے کو اٹھے ہوئے تھے۔

ناگ نے ماریا کو فوراً پہچان لیا تھا۔ کیوں کہ وہ ایک بار پہلے بھی ماریا کو نظر آنے والی حالت میں دیکھ چکا تھا۔ ماریا نے بھی ناگ کی تیز خوشبو محسوس کر لی تھی۔ ماریا سانپوں کی بولی میں ہونٹوں سے سسکی کی آوازیں نکال کر کہا:

"ناگ! کیا یہ تم ہو؟"

ناگ نے کہا:

"ہاں ماریا! میں ہی ناگ کے تھال میں اس کے پاس

بیٹا ہوں۔ مگر یہ میں تمہیں کس حالت میں دیکھ رہا ہوں۔ یہ سب کچھ کیا ہے؟"

ماریا نے ٹھنڈی آہ بھر کر کہا:

"ناگ بھیا! یہ بڑی لمبی کہانی ہے۔ اگر ان ظالموں کے پنجے سے نکل سکی تو پھر کبھی تمہیں یہ درد ناک کہانی سناؤں گی۔"

ناگ نے پوچھا:

"تمہارے آدھے دھڑ کو پتھر کس نے بنا دیا؟"

ماریا نے کہا:

"امبا دیوی کے منتروں نے ــــ یہ بڑے زبردست منتر ہیں جو ان جوگیوں کو یاد ہیں۔ یہ جوگی امبا دیوی کے چیلے ہیں۔ امبا دیوی کا دکن والا مندر جب تباہ ہو گیا اور امبا دیوی کا بہت بڑا بُت گر کر پاش پاش ہو گیا تو امبا دیوی کی روح اس کی مورتی میں آ گئی۔ یہ مورتی پجاریوں کے خاندان میں سے ہوتی ہوئی شیلا کے دادا کے پاس آ گئی۔ کسی کو یہ معلوم نہیں تھا کہ اس مورتی میں امبا دیوی کی روح موجود ہے۔ امبا دیوی کی روح دوبارہ اپنے مندر میں واپس آنا چاہتی تھی مگر اس کے لیے ایک

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

شرط پوری کرنی بڑی ضروری تھی اور وہ شرط یہ تھی کہ امبا دیوی کی مورتی کو کوئی ایسی کنواری لڑکی ہاتھ سے چھوئے جو غائب ہو اور کسی کو دکھائی نہ دیتی ہو۔ امبا دیوی کی خوش قسمتی اور میری بدقسمتی کہ میں شیلا کے دوسرے بیڈ روم میں آ گئی اور میں نے شیشے کا خول اتار کر مورتی کو چھو لیا۔ میرے چھوتے ہی مجھے ایک جھٹکا لگا اور میں مورتی سمیت غائب ہو کر کیلاش پربت کے اندھیرے غار کے اندر اس گڑھے میں اس حالت میں پہنچ گئی کہ میرا آدھا دھڑ پتھر کے چوکور ٹکڑے میں دھنس کر پتھر بن چکا تھا۔ یہ جوگی لوگ جو کہ امبا دیوی کے پرانے پجاری ہیں فوراً یہاں آ گئے۔ اور انہوں نے خفیہ مگر طاقتور منتر پڑھ کر میرے باقی جسم کو بھی پتھر بنانا شروع کر دیا۔ جب میں پوری طرح پتھر بن گئی تو میں امبا دیوی کے بت کی شکل اختیار کر لوں گی اور اس بت کو یہ پجاری لوگ یہاں سے اٹھا کر دکن کے پرانے مندر میں لے جا کر رکھ دیں گے اور پھر سے میری پوجا شروع ہو جائے گی۔"

ناگ نے پوچھا:

"تمہارے پتھر بننے میں ابھی کتنے دن باقی ہیں؟"

ماریا نے کہا:

"ان کے منتر بڑے تیز ہیں۔ ہو سکتا ہے میں چھ سات دنوں کے بعد پتھر کا بت بن جاؤں۔"

ناگ نے کہا:

"اور یہ لڑکیاں یہاں کس لیے لائی گئی ہیں؟"

ماریا نے کہا:

"یہ سب امبا دیوی کے دکن والے پرانے مندر کو پھر سے زندہ کرنے کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔ یہ لڑکیاں ارد گرد کے گاؤں کے دیہاتوں کی کنواری بچیاں ہیں یہ خون خوار جوگی لوگ اپنے منتروں سے ان کے گھر بار والوں کو بے ہوش کر کے انہیں اٹھا کر لے آئے ہیں۔ ان لڑکیوں پر منتر پھونک کر انہیں بے بس کر دیا جائے گا اور دکن والے امبا دیوی کے مندر میں دیو داسیاں بنا کر رکھا جائے گا۔ یہ مندر میں امبا دیوی کی آرتی اتاریں گی۔ اس کا سمرن کریں گی اور اس کے بت یعنی میرے بت کے آگے رقص کیا کریں گی۔"

ناگ نے پوچھا:

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

"اور یہ مہا ناگ سانپ کس لیے لایا گیا ہے؟"

ماریا کہنے لگی:

"جوگی لوگ مجھ پر امبا دیوی کے جو زبردست خفیہ منتر پڑھ پڑھ کر پھونک رہے ہیں یہ مہا ناگ سانپ بھی ان منتروں کا ایک حصّہ ہے۔ اس سانپ سے میرے جسم کو دن میں تین بار ڈسوایا جائے گا۔ میرے جسم میں جب ان کے منتروں کے ساتھ سانپ کا زہر داخل ہو گا تو میرے خون کے ذرّے جم کر ریت کے ذرے بننا شروع ہو جائیں گے اور میں آہستہ آہستہ پتھر بنتی جاؤں گی۔"

ناگ حیرانی سے ماریا کی باتیں سن رہا تھا۔ سوائے ان دونوں کے اور کوئی تیسرا ان کی باتیں نہیں سن سکتا تھا۔

ناگ نے پوچھا:

"آخر یہ لوگ کیا چاہتے ہیں؟"

ماریا بولی:

"وہی جو میں تمہیں پہلے کہہ چکی ہوں۔ یہ امبا دیوی کے بت کو پھر سے مندر میں رکھ کر اس کی پوجا شروع کرنا چاہتے ہیں اور اس کے لیے میری قربانی ضروری تھی۔ اس وقت میں ان جوگیوں اور پجاریوں کے

زبردست منتروں کی وجہ سے بالکل بے بس ہوں اگر تم نے مجھے یہاں سے نہ نکالا تو میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے پتھر بن جاؤں گی اور پھر تم اور عنبر اگر مل کر بھی کوشش کرو تو مجھے دوبارہ زندہ انسانی شکل میں واپس نہ لا سکو گے۔"

ناگ نے کہا:

"میں تمہیں یہاں سے ضرور نکالوں گا۔ تم بالکل فکر نہ کرو۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں تمہیں ان ظالم لوگوں کے حوالے کر دوں کہ یہ تمہیں پتھر کا بت بنا ڈالیں۔"

ماریا نے کہا:

"انہوں نے منتر شروع کر دیئے ہیں۔ یہ اب سانپ کو مجھے ڈسوانے کے لیے لا رہے ہیں۔"

ناگ نے دیکھا کہ پجاری اور جوگی اونچی آواز میں منتر پڑھتے ہوئے ہاتھی دانت کی اس چوکی کو ماریا کے پاس لے جا رہے تھے جس میں مہا ناگ سانپ کنڈلی مارے پھن اٹھائے بیٹھا تھا اور جس کے ساتھ ہی ناگ بھی سفید سانپ کی شکل میں کنڈلی مارے بیٹھا تھا۔ مظلوم لڑکیوں کو ایک قطار میں ماریا کے ارد گرد کھڑا کر دیا گیا تھا۔ ان کے سر جھکے

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

تھے اور انہوں نے ہاتھ باندھ رکھے تھے۔

ناگ نے اپنی زبان میں مہا ناگ سے کہا:

"اے مہا ناگ! کیا تو نے وہ باتیں سنیں ہیں جو میں اور ماریا اپنی سانپوں کی زبان میں کر رہے تھے؟"

مہا ناگ بولا:

"ہاں عظیم ناگ دیوتا! میں نے آپ کی ساری گفتگو سنی ہے۔"

ناگ نے کہا:

"تو پھر اب میرا حکم غور سے سن! ہرگز ہرگز ماریا کے جسم میں اپنا زہر داخل مت کرنا۔"

مہا ناگ نے سر جھکا کر کہا:

"آپ جو حکم دیں گے ویسے ہی کروں گا۔ بھلا میری جرأت ہو سکتی ہے کہ میں ماریا بہن کے جسم میں اپنا زہر داخل کروں۔ بلکہ اگر آپ کہیں تو میں ان سب کو ایک ایک کر کے ڈس کر ہلاک کر دوں۔"

ناگ نے کہا:

"نہیں۔ ابھی اس کا وقت نہیں آیا۔ ابھی مجھے ماریا کو خفیہ منتر کا سراغ لگا کر پتھر کے چبوترے میں سے

اس کا آدھا دھڑ دوبارہ زندہ کر کے باہر نکالنا ہے۔"

ناگ نے ماریا سے کہا:

"ماریا! تمہارے آدھے دھڑ کو زندہ کرنے کے لیے جو خفیہ منتر ہے کیا اس کے بارے میں مجھے تم کچھ بتا سکتی ہو؟"

ماریا نے جواب دیا:

"اس خفیہ منتر کا علم صرف رشی کلیش کو ہے جو کیلاش کی سب سے اونچی پہاڑی کی ایک کھوہ میں رہتا ہے۔ اس کی عمر دو سو سال ہے مگر وہ جوان آدمی کی طرح طاقتور ہے۔ اس نے پہاڑی کھوہ سے اتر کر یہاں آ کر مجھ پر ایک منتر منہ ہی منہ میں پڑھ کر پھونکا تھا اور میرا آدھا دھڑ پتھر کا ہو گیا تھا۔"

ناگ نے کہا:

"میں اس سے منتر کا پتہ کر کے آؤں گا۔"

ماریا بولی:

"وہ بڑا خطرناک آدمی ہے ناگ! تم اس کے پاس مت جانا۔ وہ تمہیں بھی پتھر بنا دے گا۔"

ناگ کچھ کہنے ہی والا تھا کہ پجاری نے مہا ناگ والی تھال

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

اٹھائی اور ماریا کے پاس لا کر بولا :

"اے مہا ناگ ! پرم پتا شری رشی کلیش کے نام پر اس زندہ عورت کو ڈسو اور اس کے جسم میں اپنا پورا زہر داخل کر دو :

مگر مہا ناگ تو عظیم دیوتا ناگ کے حکم کا پابند تھا۔ اس نے اپنا پھن آگے لے کر ماریا کی گردن کے ساتھ اپنا منہ لگایا اور لیے ظاہر کیا جیسے اس نے ڈس دیا ہو اور پھن پیچھے کر لیا۔ دوسری بار پھر پھن آگے لے جا کر ماریا کی گردن پر جھوٹ موٹ کا ڈسا اور کنڈلی مار کر بیٹھ گیا۔ پجاری نے ماریا کی گردن پر سانپ کے دانتوں کے دو ہلکے ہلکے نشان دیکھے تو اسے تسلی ہو گئی۔ پھر اس نے دونوں ہاتھ اوپر اٹھا کر "امبا دیوی کی جے ہو" کا نعرہ لگایا اور مہا ناگ کو واپس ساتھ والی چھوٹی سی کوٹھڑی میں بھجوا دیا اور دیو داسیوں کو ماریا کے آگے رقص کرنے کا حکم دیا۔ لڑکیوں نے مجبوراً ناچنا شروع کر دیا۔ ماریا نے یہ دکھانے کے لیے کہ زہر کا اثر شروع ہو گیا ہے اپنی آنکھیں بند کر لیں اور سر کو ادھر ادھر ہلانے لگی۔ پجاری بڑے خوش ہوئے اور انہوں نے بھی دوسرے جوگیوں کے ساتھ مل کر ترشول لہرا لہرا کر رقص کرنا شروع کر دیا۔ ساتھ والی چھوٹی سی کوٹھڑی

میں مہا ناگ سانپ اور ناگ اکیلے رہ گئے تو ناگ نے مہا ناگ سے کہا :

"سن اے مہا ناگ ! میرے حکم سے ہمالیہ کے پہاڑوں میں جتنے سانپ ہیں ان کو میرے جانے کے بعد یہاں بلا اور کہہ کہ سوائے مظلوم لڑکیوں کے جتنے بھی جوگی اور پجاری یہاں پر ہیں ان سب کو جکڑ کر باندھ لیں اور جب تک میں واپس نہ آؤں اسی طرح جکڑے رکھیں :

مہا ناگ نے کہا :

"جو حکم ناگ دیوتا ! میں ابھی تمام سانپوں کو طلب کرتا ہوں :

ناگ چھوٹی کوٹھڑی سے رینگ کر باہر ماریا کے چبوترے پر پیچھے سے گیا۔ لڑکیاں، پجاری اور جوگی دیوانوں کی طرح رقص کر رہے تھے۔

ناگ نے ماریا سے کہا :

"ماریا ! میں رشی کلیش کے خفیہ منتر کا پتہ چلانے کیلاش پربت کی چوٹی پر جا رہا ہوں۔ مگر ڈرنا۔ میں خفیہ منتر لے کر ہی واپس آؤں گا تاکہ تمہیں اس مصیبت سے نجات مل سکے :

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

ماریا نے کہا:

"جانے کیوں تمہیں وہاں بھیجتے ہوئے دل ڈرتا ہے۔ کہیں تم بھی میری طرح کسی مصیبت میں نہ پھنس جاؤ؛"

ناگ بولا:

"اپنے دل میں اس قسم کے وہم مت لاؤ۔ میں اس مہم سے چاہے یہ کتنی بھی خطرناک کیوں نہ ہو کامیاب واپس لوٹوں گا۔"

یہ کہہ کر ناگ کوٹھڑی کی چھت پر سے رینگتا ہوا گڑھے کی دیوار پر چڑھنے لگا۔ یہاں سے سیڑھی اوپر اٹھا لی گئی تھی ناگ گڑھے میں سے نکل کر اوپر غار میں آ گیا۔ یہاں چار آدمی پہرہ دے رہے تھے۔ ایک کی نظر ناگ پر پڑ گئی۔ کیوں کہ وہ سفید سانپ کے روپ میں تھا۔ اس نے [illegible] ناگ [illegible] طرف پھینکی۔ ناگ تڑپ کر پرے ہٹ گیا۔ اس پہرے دار نے سانپ کا شور مچا دیا۔ تینوں پہرے دار سانپ کی طرف حملہ کرنے کے لیے بھاگے ناگ اتنا احمق نہیں تھا کہ ان کے ہاتھ آ جاتا۔ اس نے وہیں ایک گہرا سانس بھرا اور دھاری دار بہت بڑے شیر کی شکل اختیار کر کے اتنے زور سے گرجا کہ پہرے دار

دم دبا کر بھاگ گئے۔

ناگ شیر ہی کے روپ میں غار سے نکل کر کیلاش پربت کی طرف روانہ ہو گیا۔ شیر بن کر جانے کا ایک فائدہ یہ بھی تھا کہ وہ بڑی تیزی سے برف کی ڈھلانوں اور چٹانوں کو پھلانگ سکتا تھا۔ دیکھتے دیکھتے وہ کیلاش پربت کی وادی میں پہنچ گیا۔ اس نے دیکھا کہ ایک برف پوش پتھریلا راستہ اوپر کیلاش پربت کی سب سے اونچی چوٹی کو جا رہا تھا۔ ناگ اس راستے پر چل پڑا۔ جب وہ آدھا راستہ طے کر چکا تو اچانک ایک تیر سن کی آواز کے ساتھ اس کے قریب سے نکل گیا۔ ناگ چوکنا ہو گیا۔ کیا دیکھتا ہے کہ ایک شکاری پتھروں میں چھپا اس پر تیر چلا رہا ہے۔ ناگ نے سوچا کہ اس شکاری کو ذرا مزا چکھانا چاہیے۔ وہ ایک چھلانگ لگا کر پہاڑی کی دوسری طرف ہو گیا اور آگے کا چکر کاٹ کر شکاری کے پیچھے نکل آیا۔ شکاری تاک لگائے بیٹھا تھا۔ ناگ اس زور سے دھاڑا کہ شکاری کی چیخ نکل گئی اور وہ گر پڑا۔ ناگ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ مرد نہیں بلکہ ایک عورت تھی جس کے بال اس کے شانوں پر بکھرے ہوئے تھے۔

ناگ نے ایک زقند بھری اور برف پوش پتھروں

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

غائب ہو گیا۔ عورت کی نظروں سے غائب ہوتے ہی ناگ انسانی شکل میں واپس آ گیا۔ وہ بڑی تیزی سے اس جگہ پہنچا جہاں شکاری عورت اپنے کپڑوں کو درست کر کے زمین پر گرا ہوا تیر کمان اٹھا رہی تھی۔

ناگ نے پوچھا:

"میں نے ابھی ابھی شیر کی دھاڑ سنی تھی۔ کیا شیر نے تم پر حملہ کیا تھا؟"

عورت نے کہا:

"ہاں! حملہ کیا تھا مگر بھگوان نے مجھے بچا لیا وہ خود ہی ایک طرف کو بھاگ گیا۔"

ناگ نے کہا:

"اسے تم پر رحم آ گیا ہو گا۔ مگر تم نے اس پر تیر کیوں چلایا تھا؟"

عورت نے تعجب سے پوچھا:

"تمہیں کیسے پتہ چلا کہ میں نے اس پر تیر چلایا تھا؟"

ناگ نے اپنی گھبراہٹ کو چھپاتے ہوئے فوراً کہا:

"میں نے — میرا مطلب ہے۔ میں نے وہاں ایک تیر پڑا ہوا دیکھا ہے جو تمہارے تیروں سے ملتا جلتا ہے۔"

عورت بولی:

"ہاں — میں نے تیر چلایا تھا۔ مگر وہ بچ گیا۔"

ناگ نے کہا:

"تم اس ویرانے میں کیا کر رہی ہو؟ تم کہاں رہتی ہو۔ چلو میں تمہیں تمہارے گھر چھوڑ آؤں۔"

عورت نے کہا:

"میں اوپر کیلاش کی چوٹی کے ایک غار میں رہتی ہوں اور رشی کلیش کی خدمت کرتی ہوں۔ میں اس کی دیو داسی ہوں۔"

ناگ رشی کلیش کے نام پر چونکا۔

یہ عورت اس مکار بڈھے کی دیو داسی تھی۔ اس سے کام لیا جا سکتا تھا۔

ناگ نے کہا:

"مجھے رشی کلیش سے بڑی عقیدت ہے۔ میں اس کا چیلا بننا چاہتا ہوں۔ کیا تم میری کچھ مدد کر سکتی ہو؟"

"کوشش کروں گی۔ میرے ساتھ ساتھ آؤ۔"

اور ناگ اس دیو داسی کے پیچھے پیچھے کیلاش پربت کی چوٹی کی طرف روانہ ہوا۔ دل میں یہ خیال لیے کہ

Courtesy www.pdfbooksfree.pk

جتنی جلدی ہو سکے رشی کلیش سے خفیہ منتر معلوم کر کے ماریا کو آزاد کرنا اور امبا دیوی کی مورتی حاصل کر کے واپس ۱۹۸۳ء کے زمانے میں بمبئی شہر جا کر شیلا کے حوالے کرنا ہے تاکہ اس کا خاندان موت سے بچ سکے !!

○

- ○ کیا ناگ خفیہ منتر حاصل کر سکا ؟
- ○ کیا ماریا کا آدھا دھڑ زندہ ہوا ؟
- ○ عنبر خلیفہ ہارون الرشید کے بغداد میں کس حالت میں پہنچا اور کیا ناگ اور ماریا امبا دیوی کی مورتی لے کر شیلا کے خاندان کو موت کے منہ سے بچا سکے ؟

ان سوالوں کے جواب اگلی قسط ۵۹ "موت کا وعدہ" میں پڑھیے گا۔ آج سے اپنے قریبی بک سٹال سے طلب کریں۔

انسپکٹر اشتیاق اور انکل جاسوس احمد یار خاں کے کارنامے

امتیاز علی

۱۔ لاکر نمبر ۸ ۳/-
۲۔ موت کے گھنٹے ۳/-
۳۔ بش کا مجرم ۳/-
۴۔ ۲۰ لاکھ کی خواب گاہ ۳/-
۵۔ آئرن مین ۳/-
۶۔ کتاب میں قتل ۳/-
۷۔ ٹائم بم کی ٹک ٹک ۳/-
۸۔ مینٹل کیس ۳/-
۹۔ سٹیپ بائی سٹیپ ۳/-
۱۰۔ سات کروڑ کا ہنگامہ ۳/-
۱۱۔ جاسوس کی موت ۳/-
۱۲۔ ہیلپ می ۳/-
۱۳۔ جرمانے کی موت ۳/-
۱۴۔ معاہدہ کا اغوا ۳/-
۱۵۔ مرڈر، مرڈر، مرڈر ۳/-
۱۶۔ ڈراپ سین ۳/-
۱۷۔ اٹیک اٹیک اٹیک ۳/-
۱۸۔ ایکشن ری پلے ۳/-
۱۹۔ اندھیری گلی میں ہنگامہ ۶/-
۲۰۔ کلبن بولڈ ۵/-
۲۱۔ پانی کی چوری ۵/-
۲۲۔ ہارٹ اٹیک ۵/-
..... [illegible] ۵/-

نیا مکتبہ اقرأ۔ ۱۴/ بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور۔